بچوں اور بچیوں کا پیارا رسالہ

ماہنامہ

تشحیذ الاذہان

ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اپریل ۱۹۶۴ء

سلسلہ احمدیہ کے ممتاز خادم اور جلیل القدر بزرگ
حضرت مولانا
محمد ابراہیم صاحب بقاپوری رضی اللہ عنہ

(وفات ۱۶ مارچ ۱۹۶۴ء)

ایڈیٹر
شیخ خورشید احمد

نائب ایڈیٹر
محمد اسلم قریشی

فی پرچہ — ۵۰ پیسے
چندہ سالانہ — ۵ روپے
ممالک بیرون — ۱۰ شلنگ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

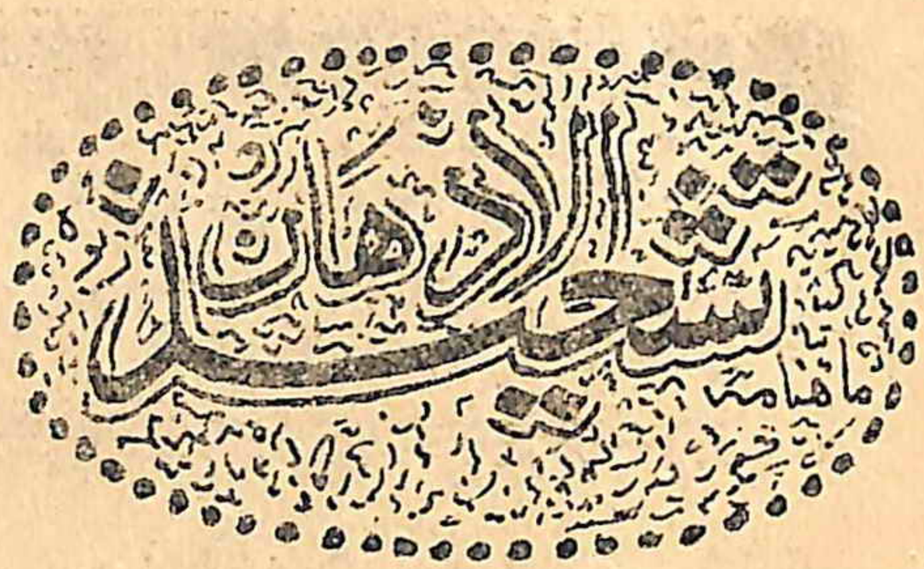

ساتواں سال

گیارھواں پرچہ

ایڈیٹر

شیخ خورشید احمد

نائب ایڈیٹر

محمد اسلم قریشی شاہد

ٹیلیفون ۴۸

طابع وناشر .. سید عبدالباسط

مطبوعہ .. .. ضیاء الاسلام پریس

مقامِ اشاعت :-

دفتر تشحیذ الاذہان دارالصدر غربی ربوہ

رجسٹرڈ ایل نمبر .. ۷۱۲۸

خوشنویس .. .. حمید الدین

بچوں کی محفل

پیارے بچو! عید الاضحیٰ مبارک ہو!

خاص نمبر یعنی ماہ مارچ کے تشحیذ کے متعلق ہمیں بہت سے بزرگوں اور بچوں نے مبارکبادی کے خطوط لکھے ہیں۔ ہم ان کی پسندیدگی اور حوصلہ افزائی کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ پچھلا پرچہ ہر لحاظ سے بہت ہی عمدہ تھا۔ اللہ کرے کہ ہم آئندہ بھی ایسے ہی بلکہ اس سے بھی اچھے شمارے آپکی خدمت میں پیش کر سکیں اور تشحیذ اپنے اغراض و مقاصد میں کامیابی حاصل کرتا چلا جائے۔

سکولوں کے امتحانات کے نتائج کا اعلان ہو چکا ہے ہے۔ کامیاب ہونیوالے بچوں کو ہم مبارکباد پیش کرتے ہیں اور ان کی مزید دینی و دنیوی ترقیات کے لئے دعاگو۔ جو بچے خدانخواستہ کامیاب نہ ہو سکے ہوں ان کے لئے ہم یہی کہیں گے کہ ہمت نہ ہاریں بلکہ سچے دل سے اور دلی شوق سے محنت کریں تو اللہ تعالیٰ انہیں ضرور کامیاب کرے گا کیونکہ خدا تعالیٰ کسی کی سچی محنت کو ضائع نہیں کرتا۔

آجکل بچے چھٹیاں منا رہے ہوں گے۔ چاہیئے کہ اپنے اوقات کو مفید کاموں میں خرچ کریں۔ ہمارے نزدیک اطفال الاحمدیہ کے پروگراموں میں حصہ لینا چھٹیوں کا بہترین مصرف ہے۔

تشحیذ کیلئے مضامین لکھنا اور اسکی اشاعت بڑھانا بھی بڑا دلچسپ مشغلہ ہے عزیز بچے اس طرف بھی توجہ کریں۔ اچھا خدا حافظ

آپ کا "بھائی جان"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اللہ کی باتیں

صحیح طور پر کام کرنے کی دعا

اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ

ترجمہ:- ہمیں سیدھا راستہ دکھا

تشریح:-

جب ہم کوئی کام کرنے لگتے ہیں تو اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ہماری غلطی سے وہ کام بگڑ جاتا ہے۔ بعض دفعہ ہمیں خود پتہ نہیں ہوتا کہ اس کام کو کس طرح کریں جو ٹھیک ہو جائے اس لئے اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ دعا سکھائی ہے کہ ہر کام شروع کرتے وقت ہم خدا سے دعا مانگیں کہ "اے اللہ! اس کام میں ہماری رہنمائی فرما تاکہ ہمیں پوری کامیابی حاصل ہو" اس دعا کا یہ بھی مطلب ہے کہ "اے خدا ہم دین کے سیدھے رستے پر رہیں اور کوئی ایسی بات نہ کریں جو تیری ناراضگی کا موجب ہو تاکہ ہم کو ہر قسم کا دینی اور دنیوی انعام ملے۔ ہم تیرے نیک بندوں کے قدم بقدم چلیں اور ان لوگوں جیسے کام نہ کریں جن پر نافرمانی کی وجہ سے تیرا غضب نازل ہوا اور نہ ہم گمراہ لوگوں کا طریقہ اختیار کریں"۔

رسول اللہ کی باتیں

میل کچیل اللہ کو پسند نہیں

اِنَّ اللّٰہَ یُبْغِضُ الْوَسِخَ وَالشَّعِثَ

ترجمہ:- اللہ تعالیٰ میل کچیل اور بکھرے ہوئے بالوں کو ناپسند کرتا ہے۔

تشریح:-

جو آدمی اپنے جسم اور لباس کو میلا اور گندہ رکھتا ہے یا جس آدمی کے بال اِدھر اُدھر بکھرے رہتے ہیں اللہ تعالیٰ ایسے آدمی سے ناراض ہوتا ہے کیونکہ یہ حرکت صفائی ستھرائی کے خلاف ہے۔ پھر لوگوں کی نظر میں بھی آدمی کی عزت جبھی ہوتی ہے جب وہ صاف ستھرا رہے اگر بڑے سے بڑے آدمی کا لباس میلا کچیلا ہو سر کے بال بکھرے ہوئے ہوں۔ بدن سے پسینے کی بُو آ رہی ہو تو نہ اس کی کوئی عزت ہوگی اور نہ اُس سے کوئی محبت کرے گا۔ نہ اس کی تعظیم لوگوں کے دلوں میں ہوگی بلکہ ہر شخص ایسے آدمی سے نفرت کرے گا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہم غریبوں کی تری درگاہ میں فریاد ہے

منظوم کلام حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اے خدا اسلام کی کشتی کو طوفاں سے بچا
ہم غریبوں کی تری درگاہ میں فریاد ہے

یاس کا منظر ہے لیکن دل ہے امیدوں سے پُر
یاد ہے ہم کو ترا وعدہ خدایا یاد ہے

رحم فرمایا خدا نے سُن کے بندوں کی پکار
آگیا وہ دین کا جو منفرد استاد ہے

آگیا مہدیٔ مسیحؑ وقت مامورِ خُدا
دل میں پھر تازہ ہوئی پہلے سمو نکی یاد ہے

اب گیا وقتِ خزاں اور آگیا وقتِ بہار
باغِ احمدؐ میں ہوا پھر سبزۂ نوزاد ہے

کرنا مغرب کو پڑے گا اب سرِ تسلیم خم
چل رہی مشرق سے بادِ نصرت و امداد ہے

ہر طرف پھیلے مبشّر خدمتِ دیں کے لئے
بادِ انگلستاں میں بھی پہنچا ہوا منّاد ہے

دل ہے حمد و شکر سے لبریز اور سر در سجود
روح ہے مسرور و رجاں خوش ہے طبیعت شاد ہے

اب ترا نہ ہو چکا رزِ جزا بھی یاد کر
اے بشیرِ خستہ جاں قولِ بلیٰ بھی یاد کر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جماعتِ احمدیہ کے تاریخی واقعات

۲۲ مارچ — جماعتِ احمدیہ کا یوم تاسیس

◉ لودھیانہ اور ہوشیار پور کا سفر

حضرت مسیح موعود علیہ السلام بانی سلسلہ احمدیہ ۱۸۸۹ء کے شروع میں لودھیانہ تشریف لے گئے اور ایک اشتہار کے ذریعہ احباب میں اعلان فرمایا کہ "تاریخ ہذا سے جو ۴ مارچ ۱۸۸۹ء ہے ۲۵ مارچ تک یہ عاجز لودھیانہ میں مقیم ہے۔ اس عرصہ میں اگر کوئی صاحب آنا چاہیں تو لودھیانہ میں دس تاریخ کے بعد آجائیں اور اگر اس جگہ آنا موجب حرج و دقت ہو تو ۲۵ مارچ کے بعد جس وقت کوئی چاہے قادیان میں بعد اطلاع دہی بیعت کرنے کے لئے حاضر ہو جائے۔"

ابھی حضور لودھیانہ پہنچے ہی تھے کہ شیخ مہر علی صاحب رئیس ہوشیار پور کے فرزند کی شادی میں شرکت کے لئے مدعو کئے گئے اس خاندان کے ساتھ حضور کے پرانے تعلقات تھے۔ ۱۸۸۶ء کی چلہ کشی کے ایام میں بھی حضور نے شیخ صاحب کے مکان پر قیام فرمایا تھا اس لئے قدیم مراسم کی وجہ سے حضور شادی میں شمولیت کے لئے ہوشیار پور تشریف لے گئے۔

◉ بیعتِ اولیٰ ۲۲ مارچ ۱۸۸۹ء

لدھیانہ میں بیعت لینے کے لئے آپ نے حضرت منشی احمد جان رضی اللہ عنہ کے مکان کو پسند فرمایا۔ حضرت منشی صاحب موصوف ایک نہایت ہی پاک باطن اور متقی انسان تھے اس لواح میں ان کے سینکڑوں مرید تھے جو ان کے ساتھ حد درجہ اخلاص رکھتے تھے۔ حضرت اقدسؑ کی مشہور تصنیف براہین احمدیہ کا مطالعہ کرنے کے بعد وہ آپ پر ہزار جان سے فدا ہو چکے تھے اور خواہشمند تھے کہ اپنا پیری مریدی کا سلسلہ ترک کر کے آپکی بیعت کرلیں چنانچہ انہوں نے حضور کو مخاطب کر کے یہ شعر بھی پڑھا تھا ؎

ہم مریضوں کی ہے تمہیں پہ نظر
تم مسیحا بنو خدا کے لئے

اس وقت حضرت اقدسؑ نے انہیں یہ جواب دیا تھا کہ میں ابھی بیعت لینے کے لئے مامور نہیں کیا گیا ہوں لیکن جب حضرت اقدسؑ نے بیعت لینے کا اعلان فرمایا تو وہ فوت ہو چکے تھے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت مولانا حکیم نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ کی شادی بھی حضرت اقدسؑ نے کوشش کرکے انہی کی صاحبزادی صغریٰ بیگم صاحبہ سے کروائی تھی۔

◎ دارالبیعت

حضرت منشی صوفی احمد جان مرحومؓ کے مکان کے جس حجرہ میں حضرت اقدسؑ نے سب سے پہلے بیعت لی وہ دارالبیعت کے نام سے موسوم ہوا۔ حضرت منشی صاحب مرحوم کی اولاد خدا کے فضل سے ساری کی ساری احمدیت میں شامل ہوئی اس نے یہ مکان سلسلہ کے لئے وقف کردیا تھا لیکن افسوس کہ ۱۹۴۷ء کے انقلاب میں عارضی طور پر وہ جماعت کے قبضہ سے نکل گیا مگر انشاء اللہ بہت جلد واپس مل جائے گا۔

◎ یوم البیعت

بیعت ۲۲۔ مارچ ۱۸۸۹ء کے روز شروع ہوئی حضرت اقدسؑ کا منشاء تھا کہ بیعت کنندگان کے اسماء مکمل پتوں کے ساتھ ایک رجسٹر میں محفوظ کرلئے جائیں اس لئے حضور نے حکم دیا کہ ہر بیعت کرنے والا اپنا نام معہ مکمل پتہ ایک کاغذ کے پرزہ پر لکھ کر دیدے چنانچہ حضور کے حکم کی تعمیل کی گئی۔ کچھ دنوں کے بعد ایک رجسٹر تیار کیا گیا جس پر لکھا گیا "بیعت توبہ برائے حصول تقویٰ وطہارت"

◎ بیعت کنندگان کی ترتیب

اس رجسٹر میں بعض ابتدائی نام تو حضرت اقدسؑ نے خود درج فرمائے لیکن پھر بعد کو مختلف اوقات میں بعض اور لوگوں نے بھی ان پرچوں سے لے کر نام درج کئے۔ چونکہ پرچوں پر نام ہونے کی وجہ سے بیعت کرنیوالوں کی ترتیب محفوظ نہ رہ سکی۔ اس لئے اس بارہ میں کچھ اختلاف سا پیدا ہوگیا ہے کہ صحیح ترتیب کیا ہے؟ بہرحال اس میں کچھ شک نہیں کہ سب سے پہلے بیعت کرنیوالے حضرت حاجی الحرمین مولانا نورالدین صاحب بھیروی خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ تھے۔

بوجھو تو جانیں

ایک ایسی ریاست کا نام بتاؤ جس میں پانچ حروف ہوں اور ان کو الٹ پلٹ کرنے سے مندرجہ ذیل مطالب حل ہوں۔

۱۔ پہلا + تیسرا + پانچواں حروف مل کر لپیٹ کے معنی دیں۔

۲۔ دوسرا + پانچواں + تیسرا حروف مل کر حیا کے معنی دیں۔

۳۔ تیسرا + پانچواں + چوتھا حروف مل کر ایک صحت افزا مقام واقع پاکستان کا نام بنے۔

۴۔ تیسرا + پہلا + پانچواں حروف مل کر دھوکہ کے معنی دیں۔

۵۔ دوسرا + چوتھا + پانچواں حروف مل کر خونخوار جانور کا نام بنے۔

(شفیق شاہد صدیقی نہم سی۔ ربوہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

محمد ہادی مونس

دعا

خدایا مجھے نیک خصلت بنا دے
جو ہے سیدھا رستہ مجھے وہ دکھا دے

مجھے سچّی خدمت کا جذبہ عطا کر
میرے دم سے سوئے ہوؤں کو جگا دے

یہی ہے تمنّا یہی آرزو ہے
بدی کو بُرائی کو دِل سے مٹا دے

مجھے آشنا کر دے سب نیکیوں سے
مجھے نیکیوں کے طریقے سکھا دے

میری خواہشوں کو میرے پیارے مولا
کسی نیک منزل کی جانب لگا دے

مجھے بخش دے تُو اطاعت کا جذبہ
بزرگوں کے نقشِ قدم پر چلا دے

جہاں دِل بدی کی طرف ہوں نہ مائل
مجھے کوئی ایسی سہانی فضا دے

ہے المختصر یہ تمنّائے مونس
کہ نیکی کی توفیق مجھ کو خدا دے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پیشگوئی مصلح موعود

محمد ہاشم سعید ابن چوہدری فیض عالم خان صاحب۔ جیکب لائنز۔ کراچی

۲۰ فروری کا دن جماعتِ احمدیہ کی تاریخ میں نہایت اہم دن ہے۔ آج سے تقریباً ۷۶ سال قبل بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اسی مبارک دن ایک فرزندِ دلبند مصلح موعود کی بشارت دی گئی اور اس عظیم مصلح موعود کے ذریعے سے اسلام کی شاندار ترقی اور اشاعت کا وعدہ بھی دیا گیا۔

چنانچہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام نے ایک سبز اشتہار کے ذریعے اس پیشگوئی کی خبر تمام لوگوں کو دے دی اور آج ہم میں جو مصلح موعود یعنی ہمارے موجودہ امام حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مبارک وجود میں موجود ہیں وہ اسی پیشگوئی کے مصداق ہیں اور آپ کے بابرکت عہد خلافت پر اللہ تعالیٰ کے فضل سے پچاس سال پورے ہو چکے ہیں۔

وہ عظیم الشان پیشگوئی جو حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام نے تمام لوگوں تک پہنچائی اس کے الہامی الفاظ یہ تھے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

"تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہہ و پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک ذکی غلام تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے اور تیری ہی ذریت و نسل ہوگا ——— خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے۔ اُس کا نام عنموائیل اور بشیر بھی ہے۔ اُس کو مقدس روح دی گئی ہے اور وہ رجس سے پاک ہے وہ نور اللہ ہے۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے ——— اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ وہ صاحبِ شکوہ اور عظمت و دولت ہوگا۔ وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کی بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے کیونکہ خدا کی رحمت و غیوری نے اسے کلمۂ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اصول کا حلیم وہ علومِ ظاہری و باطنی سے
پُر کیا جائے گا۔ وہ تین کو چار کرنے والا
ہوگا۔ دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ فرزندِ
دلبند گرامی ارجمند مظہر الاوّل
والآخر مظہر الحق والعلاء
کان اللہ نزل من السماء۔ جس کا
ظہور بہت مبارک اور جلال الٰہی کا موجب
ہوگا۔ نور آتا ہے نور جس کو خدا نے
اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا
ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا
کا سایہ اس کے سر پر ہوگا وہ جلد جلد
بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب
ہوگا۔ اور زمین کے کناروں تک شہرت
پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی
تب وہ اپنے نفسی نقطہ یعنی آسمان کی
طرف اٹھایا جائے گا۔ وکان امراً
مقضیاً۔"

(اشتہار ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء)

اس عبارت میں جس فرزندِ گرامی کی بشارت دی گئی
ہے اور جس کے صفات و خصائل ذکر کئے گئے ہیں اُسی کو
حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اختصاراً "مصلح موعود"
کے نام سے موسوم فرمایا ہے۔ الہامی تشریح بشیر اوّل
کے متعلق بھی ہے جو بطور مہمان آیا اور جلد فوت ہوگیا۔
دشمنوں نے خیال کیا تھا کہ بشیر اوّل کی وفات سے
مصلح موعود والی پیشگوئی غلط ثابت ہوئی یا ٹل گئی۔ چنانچہ
حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسی سلسلہ میں فرمایا کہ "دوسرا
لڑکا جس کی نسبت الہام نے بیان کیا ہے کہ دوسرا بشیر
دیا جائے گا اور جس کا دوسرا نام "محمود" بھی ہے
وہ اگرچہ اب تک جو یکم دسمبر ۱۸۸۸ء ہے پیدا نہیں ہوا۔
مگر خدا تعالیٰ کے وعدے کے مطابق اپنی میعاد کے اندر ضرور
پیدا ہوگا۔ زمین و آسمان ٹل سکتے ہیں پر اس کے وعدے
کا ٹلنا ممکن نہیں۔ نادان اس کے الہامات پر ہنستا ہے اور
احمق اس کی پاک بشارتوں پر ٹھٹھا لگاتا ہے کیونکہ آخری
دن اس کی نظر سے پوشیدہ ہے اور انجام کار اس کی
نظروں سے چھپا ہوا ہے۔"

خلاصہ یہ ہے کہ مصلح موعود کی ولادت کے لئے
نو سال ۱۸۸۸ء کی میعاد مقرر تھی اور اس عرصہ میں اس کا
بشیر اوّل کے بعد بلا توقف پیدا ہونا معین تھا چنانچہ
اس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:۔

"نو برس تک تو خود اپنے زندہ رہنے
کا ہی حال معلوم نہیں اور نہ یہ معلوم
ہے کہ اس عرصے میں کسی قسم کی اولاد
خوانخواہ پیدا ہوگی۔ چہ جائیکہ لڑکا پیدا
ہونے پر کسی اٹکل سے قطع اور یقین
کر لیا جائے۔"

(اشتہار اخبار الشراء)

پھر حضورؑ فرماتے ہیں:۔

"یہاں سبز اشتہار میں صریح الفاظ میں
بلا توقف لڑکا پیدا ہونے کا وعدہ تھا
سو "محمود" پیدا ہوگیا۔ کس قدر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عظیم الشان پیشگوئی ہے اگر خدا کا خوف ہے تو پاک دل کے ساتھ سوچو۔"

(سراج منیر صفحہ ۳۴ حاشیہ)

پس (۱) پیشگوئی کی تقریب (۲) پیشگوئی کی غرض و غایت (۳) پیشگوئی کے الہامی الفاظ اور (۴) پیشگوئی کی بے نظیری کی تحدی سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ بشیر اوّل کی بعد بلا توقف پیدا ہونے والا لڑکا یہی مصلح موعود۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا صلبی فرزند ہے — جو حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے مبارک وجود میں ظاہر ہوا اور پیشگوئی کے مطابق وہ سب نشانیاں مثلاً وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا۔ دل کا حلیم اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا۔ وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا۔ خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا۔ اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی وغیرہ نہایت صفائی کیساتھ آپ کے وجود باجود میں پوری ہو رہی ہیں۔

آج ہم دیکھتے ہیں کہ اسی مصلح موعود کی قیادت میں جماعتِ احمدیہ دنیا کے تمام ممالک میں اسلام کا جھنڈا لہرا رہی ہے۔ اسلام کی صداقت لوگوں کے دلوں میں گھر کر رہی ہے۔ ہر جگہ مساجد تعمیر ہو رہی ہیں جن کے میناروں سے خدائے وحدہٗ لاشریک کا نام بلند ہو رہا ہے۔ جگہ جگہ مشن قائم ہیں جو خدا کے دین اسلام کی اشاعت اور خدمت میں ہمہ تن مصروف ہیں۔ آج تمام قومیں اس سے برکت حاصل کر رہی ہیں اور ۲۰ فروری کی مبارک پیشگوئی یعنی وہ (مصلح موعود) زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی نہایت شان و شوکت سے پوری ہو رہی ہے۔

آخر میں ہم اپنے شافی اور رحیم و کریم خدا سے دست بدعا ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت اور فضل سے جلد از جلد ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کو کامل صحت اور کام کرنے والی لمبی زندگی عطا فرمائے آمین ثم آمین۔

واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

کیا آپ جانتے ہیں؟

- دنیا کی آدھی چائے کا خریدار صرف برطانیہ ہے۔
- ۱۸۵۳ء میں ہندوستان میں پہلی ریلوے لائن کھولی گئی۔
- ابراہیم لنکن امریکہ کا پریذیڈنٹ تھا جس نے امریکہ سے غلامی کو ہمیشہ کے لئے ختم کیا۔
- سولینی اٹلی کا ڈکٹیٹر تھا دوسری جنگ عظیم میں جرمنی کے ساتھ تھا اور شکست کھائی بھاگتا ہوا پکڑا گیا اور گولی کا نشانہ بنایا گیا۔
- سقراط یونان کا مشہور فلاسفر تھا۔
- ریڈیو کے موجد کا نام مارکونی تھا۔
- اسلامی دنیا میں سب سے پرانی یونیورسٹی جامعہ ازہر ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عید الاضحیہ کے معنی

عید کے عام معنی خوشی کے لئے جاتے ہیں اور لغوی معنی بار بار آنیوالی چیز کے ہیں۔ اور اضحیہ کے معنی قربانیاں۔ اضحیہ کا مفرد ضحیۃ ۔ قربانی ہے۔ چونکہ اس میں قربانیاں دی جاتی ہیں اس لئے اس عید کو عید الاضحیہ کہا جاتا ہے۔

یہ عید حج کے بعد ہوتی ہے حج ۹ تاریخ کو مکمل ہو جاتا ہے اور عید ۱۰ ذی الحج کو منائی جاتی ہے۔

یہ عید کیوں منائی جاتی ہے؟

یہ عید خدا تعالیٰ کے پاک نبی حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی یاد میں منائی جاتی ہے۔

ایک دن حضرت ابراہیمؑ کو یہ خواب آیا کہ تو وہ چیز اللہ کے راستے میں قربان کر جو تجھے سب سے زیادہ عزیز ہے اور جب حضرت ابراہیمؑ نے سوچا تو آپ کو اپنے پیارے فرزند جو کہ آپ کو ۹۰ سال کی عمر میں خدا تعالیٰ نے عطا فرمائے تھے وہی عزیز نظر آئے۔ اس پر حضرت ابراہیمؑ نے حضرت اسمٰعیلؑ کو کہا کہ مجھے یہ خواب آیا ہے اور خدا نے مجھے یہ حکم دیا ہے کہ تُو وہ چیز میرے راستہ میں قربان کر جو تجھے سب سے زیادہ عزیز ہے۔ تو حضرت اسمٰعیلؑ نے کہا کہ اے میرے باپ جس طرح خدا نے آپ کو حکم دیا ہے ویسا ہی کریں میں تیار ہوں۔ چنانچہ حضرت ابراہیمؑ اپنے اکلوتے بیٹے کو باہر لے گئے۔ جب جنگل میں پہنچ گئے تو حضرت اسمٰعیلؑ نے اپنے والد کو کہا کہ ابا جان آپ میری آنکھوں پر پٹیاں باندھ دیں تاکہ کہیں محبت کی وجہ سے ایثار میں کوئی خلل نہ آئے۔

حضرت ابراہیمؑ نے حضرت اسمٰعیلؑ کے گلے پر چھری رکھ دی اتنے میں فرشتہ نے آکر کہا کہ تُو نے خواب کو سچ کر دکھایا ہے خدا تعالیٰ تو صرف تیرا امتحان ہی لینا چاہتا تھا۔ اے ابراہیمؑ اب تو ایک بکرا اللہ کے راستے میں قربان کر دے۔ یہ عید حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسمٰعیلؑ کی یاد تازہ کرنے کے لئے منائی جاتی ہے تاکہ مسلمان بھی اسی طرح جس طرح کہ خدا کے پیارے رسولؐ نے قربانی کا نمونہ پیش کیا۔ ہر وقت قربانی کرنے کے لئے تیار رہیں۔ اور جس طرح حضرت اسمٰعیلؑ نے اپنے باپ کے کہنے پر اپنے آپ کو پیش کیا مسلمانوں کے بچے بھی اسلام کی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خاطر قربانی کے لئے اپنے آپ کو پیش کریں اور مسلمانوں کے اندر سے وہ روح مفقود نہ ہو جائے جو کہ حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسمٰعیلؑ کے اندر تھی۔

عید کی تیاری و نماز عید

عید کے روز لوگ علی الصبح اُٹھتے ہیں غسل کرتے ہیں۔ حسبِ استطاعت صاف ستھرا اور عمدہ لباس پہنتے ہیں۔ آرائش کرتے ہیں۔ خوشبو لگاتے ہیں۔ مسواک کرتے ہیں اور خوشی خوشی عیدگاہ میں جا کر باجماعت نمازِ عید ادا کرتے ہیں۔ اس عید کی نماز کی دو رکعتیں ہوتی ہیں۔ پہلی رکعت میں ۷ تکبیریں اور دوسری رکعت میں ۵ تکبیریں ہوتی ہیں۔ یہ عید عیدالفطر کی نسبت جلد پڑھی جاتی ہے کیونکہ اس کے بعد قربانیاں کرنی ہوتی ہیں۔

عید کے ختم ہونے پر امام خطبہ دیتا ہے۔ یہ ضرور سُننا چاہیئے اور اگر آواز نہ پہنچ رہی ہو تو یہ وقت عیدگاہ میں بیٹھ کر ہی گزارنا چاہیئے۔ عیدگاہ کو جاتے اور آتے یہ تکبیریں کہنا مسنون ہیں۔ اللہ اکبر۔ اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر۔ اللہ اکبر وللہ الحمد۔

قربانی اور گوشت کی تقسیم

نماز عید ادا کرنے کے بعد لوگ گھروں میں جا کر قربانی کرتے ہیں۔ اگر قربانی عید پڑھنے سے پہلے کر لی جائے تو وہ قربانی نہیں ہوتی اور کوئی صدقہ یا چندہ قربانی کا قائمقام نہیں ہو سکتا۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ارشاد ہے:۔

"قربانی تو قربانی کرنے سے ہی ہوتی ہے مسکین فنڈ میں چندہ دینے سے نہیں ہو سکتی۔"

(فتاویٰ حضرت مسیح موعودؑ)

قربانی دینا ہر ذی استطاعت پر واجب ہے۔ قربانی کا ارادہ رکھنے والا اگر حاجیوں کی طرح چاند دیکھنے کے بعد سے لے کر قربانی کرنے تک حجامت نہ بنائے تو یہ مستحب اور موجب ثواب ہے۔ جو کوئی جانور کو قربان کرے تو اس کے گوشت کے تین حصے کرے۔ ایک حصہ خود رکھنا چاہیئے۔ ایک حصہ غریبوں اور مسکینوں کو دے دینا چاہیئے اور ایک حصہ دوستوں کو دیدینا چاہیئے۔ دوستوں کو اگر اپنے حصے میں سے دے دیا جائے تو کوئی حرج نہیں۔ لیکن غریبوں کا حصہ غریبوں کو ہی دینا چاہیئے۔ یہ قربانی تین دن تک جائز ہے۔

وہ جانور جو قربانی کے لئے ہو اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ لنگڑا نہ ہو۔ اندھا نہ ہو۔ کان کٹے ہوئے نہ ہوں۔ اسے کوئی چوٹ نہ لگی ہو۔ اگر بکری یا گائے ہو تو تھن خراب نہ ہوں یعنی جانور میں کوئی عیب نہ ہو۔ بکرا دو یا ڈیڑھ سال کا ہو۔ چھترا ۸ یا دس ماہ یا سال کا ہو اور اچھا موٹا ہو۔ اونٹ ۵ سال کا ہو۔ گائے ۲ یا تین سال کی ہو۔ دُنبہ سال یا ۱۰ ماہ کا ہو مگر موٹا ہو۔ بکرا بکری۔ دُنبہ۔ بیل وغیرہ کی قربانی ایک شخص کے لئے جائز ہے۔ اور گائے اور اونٹ وغیرہ کی قربانی میں سات آدمی مل کر قربانی دے سکتے ہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

احمدی بچوں کا گیت

از محترم جناب روشن دین صاحب تنویر

ہے ہر زمیں ہماری ہر آسماں ہمارا
مومن ہیں ہم وطن ہیں کون و مکاں ہمارا

مسجد کے سائے میں ہم پل کر جواں ہوئے ہیں
محراب ہے حبیب پر قومی نشاں ہمارا

دنیا کا ہر کنارہ گونجا ہے لا الٰہ سے
ہر دیس میں بپا ہے شورِ اذاں ہمارا

ذکر خدا سے اپنی تھکتی نہیں زبانیں
ہر دم احد احد ہے وردِ زباں ہمارا

تبلیغِ دیں کی خاطر جاتے ہیں ہر طرف ہم
رُکتا نہیں کسی سے اب کارواں ہمارا

قرآں کا نقطہ نقطہ آبِ بقا کا چشمہ
نورِ نظر ہمارا آرامِ جاں ہمارا

ہیں رہنما ہمارے قرآنِ پاک و سُنّت
کردار ہے ہمارا خود ترجماں ہمارا

تبلیغِ حق کے رستے کھولے ہیں جو خدا نے
شامل جہاد میں ہے پیر و جواں ہمارا

ہیں سب ہماری زد میں دنیا کی پاک روحیں
قرآں کی آیتیں ہیں تیر و کماں ہمارا

ہے سلطنت اسی کی برپا ہمارے دل پر
ہم ہیں رعایا اس کی وہ حکمراں ہمارا

کشتیٔ نوح میں ہیں طوفاں سے ہم کو کیا ڈر
تنویرؔ جب خدا ہے خود کشتیباں ہمارا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جانبازی

محمود احمد وینس۔ فیسکٹری ایریا۔ ربوہ

پیارے بچو! ہر ملک کا یہ دستور ہے کہ جب بھی کسی نوجوان کو فوج میں بھرتی کیا جاتا ہے تو اس سے عہد لیا جاتا ہے کہ وہ خطرناک سے خطرناک موقعہ پر بھی اپنی جان پر اپنے ملک و قوم کو ترجیح دے گا۔ چنانچہ وقت آنے پر سبھی نوجوان اپنے اس عہد کو نبھانے کی پوری کوشش کرتے ہیں۔

آج بھی یہ مثال ہمارے سامنے ہے کہ جنگِ عظیم میں جان ہتھیلی پر رکھ کر دشمنوں سے لڑنے والوں نے زبردست خراجِ تحسین عوام اور حکومتِ وقت سے حاصل کیا۔ مثلاً ہمارے پاکستانی جانباز بھی ایسے ہیں جنہوں نے جنگِ عظیم میں بہادری کا سب سے بڑا اعزاز "وکٹوریہ کراس" اور "جارج کراس" حاصل کیا ہے ان اعزاز پانیوالوں کی ہر سال ملکۂ انگلستان لندن میں دعوت کرتی ہیں اور وہ بہادر بڑے فخر سے یہ حاصل کردہ تمغے سینے پر سجاتے ہیں۔

اسی طرح پاکستان میں بہادری کا سب سے بڑا اعزاز "نشانِ حیدر" ہے جو ایک نہایت خوبصورت تمغہ ہے اور اس بہادر کو ملتا ہے جو اپنی جان پر کھیل کر دشمن سے مقابلہ کرے۔ پاکستان میں یہ اعزاز پانیوالے دو فوجی جوان میجر طفیل محمد مرحوم اور کیپٹن محمد سرور مرحوم تھے ان دونوں جوانوں نے جس طرح مسلح دشمنوں سے مقابلہ کر کے گولیوں کی بوچھاڑ میں پاک سرزمین کے کچھ حصہ کو دشمن کے ناجائز قبضہ سے آزاد کرایا وہ تاریخِ پاکستان کا ایک سنہری باب ہے۔ دونوں نے ہی چند جاں نثاروں کو ہمراہ لے کر دشمن کی چوکیوں پر حملہ کر کے ان کو پسپا کر دیا اور خود اپنے ملک کی آزادی کی خاطر شہید ہو گئے مگر جب تک ان کی رگوں میں خون رواں تھا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس وقت تک انہوں نے دشمن کا ارضِ پاک پر قبضہ برداشت نہ کیا اور آخر آزاد کرا کے ہی دم لیا۔ مگر افسوس! دونوں بہادر اسی جدوجہد میں شہید ہو گئے شہادت کے بعد ان کو "نشانِ حیدر" کے تمغے دئے گئے جو بلاشبہ بہادری کا بہت بڑا اعزاز ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج بھی ان دونوں بہادروں کا پاکستانی افواج میں نہایت فخر سے نام لیا جاتا ہے۔

عزیزان! دیکھا آپ نے کہ کس طرح دنیوی فوج میں بہادری دکھانے والوں کو اعزازات سے نوازا جاتا ہے مگر کیا کبھی آپ نے بھی یہ سوچا ہے کہ آپ بھی ایک سپاہی ہیں؟ مگر کس کے؟ خدائی فوج کے!۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روحانی فوج کے "جانباز سپاہی" ہیں۔ اور آپ نے بھی اس کئے گئے عہد کو نبھانا ہے کہ "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا" اور ہر لمحہ اور ہر وقت "دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا" خواہ اس کے لئے مجھے جان، مال، وقت اور عزت کی قربانی کیوں نہ دینی پڑے۔

آپ کے سامنے شہدائے احمدیت (خدا تعالیٰ ان پر بے شمار رحمتیں نازل فرمائے) کی مثالیں ہیں۔ حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحبؓ شہید کو دیکھ لیجئے کس قدر لرزہ خیز مظالم ان پر ڈھائے گئے مگر انہوں نے اپنے آقا سے کئے ہوئے عہد کو نہ توڑا اور اپنی جان جان آفرین کے سپرد کر دی۔ اسی طرح حضرت مولوی عبدالرحمٰن صاحبؓ کو بھی دردناک مظالم کا نشانہ بننا پڑا اور وہ شہید کر دیئے گئے مگر اپنے پیارے مسیح پاک علیہ السلام کے ساتھ کئے ہوئے عہد کو خوب نبھایا۔ اسی طرح مولوی محمد الدین صاحب شہید احمدیت کی تبلیغ کی خاطر بحری جہاز میں سوار ہو کر جب افریقہ کی طرف جا رہے تھے تو ۲۲ دسمبر ۱۹۴۲ء کو تارپیڈو لگنے سے جہاز ڈوب گیا اور آپ بھی ساتھ ہی عین جوانی میں اپنے وطن سے ہزاروں میل دور اپنے مولائے حقیقی سے جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ان شہدائے حق کو انعامات سے نوازنے کا وعدہ خود خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے ان کا نام ہمیشہ زندہ رہیگا ان کی بے مثال قربانیوں کو دیکھتے ہوئے ہم کہہ سکتے ہیں کہ دنیوی اعزازات کے پہاڑ بھی انکی ان قربانیوں کا صلہ نہیں ہو سکتے ان کو خدا تعالیٰ خود روحانی انعامات سے نوازے گا۔ کیونکہ یہ شہداء اس کے نام کو اور دینِ اسلام کو بلند کرنے کے لئے سینہ سپر ہوئے اور اسی کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے اس کو پیارے ہو گئے۔

دیکھا عزیزان آپ نے کہ کس طرح ان خدا تعالیٰ کے نیک اور بہادر بندوں نے اپنے عہد کو نبھایا لیکن جہاں بڑی بڑی قربانیاں کرنیوالے بزرگ رخصت ہو رہے ہیں وہاں یہ ذمہ داری اب ہم سب پر عائد ہوتی ہے کہ انہی کی مانند احمدیت یعنی حقیقی اسلام کے جانباز سپاہی بن کر دکھائیں اور نہایت پُرخطر حالات میں بھی اپنے پیارے امام (اطال اللہ بقاءہٗ) کے ان الفاظ پر دیوانہ وار لبیک کہتے ہوئے اپنے قول و فعل سے ثابت کر دکھائیں کہ ؎

پھیلائیں گے صداقتِ اسلام کچھ بھی ہو
جائیں گے ہم جہاں بھی کہ جانا پڑے ہمیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خالدہ محمود احمد۔ لاہور

شیریں خواب

عرفان بیوہ ماں کا اکلوتا بیٹا تھا۔ جب پانچ سال کا تھا تو اس کا باپ اپنی جوان بیوی اور اسے اس دنیا میں تنہا بلکتا چھوڑ گیا تھا جوان بیوہ اس عظیم صدمے کو برداشت نہ کر سکی اور کچھ عرصہ بعد وہ بھی بستر علالت پر دراز ہو گئی ایسے نازک حالات میں کوئی بھی عرفان کو تسلی دینے والا نہ تھا۔ گھر میں ہر وقت ایک ناخوشگوار اداسی چھائی رہتی۔ ماں بے چاری سارا دن بستر پر پڑی چھت کی کڑیوں کو گھورتی رہتی اور وہ اجنبی اجنبی سا تمام کمروں میں گھومتا پھرتا۔

کچھ عرصہ پہلے کتنی مصروف زندگی تھی۔ شب و روز کے گذرنے کا پتہ ہی نہ چلتا تھا۔ ہر وقت باتیں اور قہقہے ہوتے زندگی سے بھرپور۔

وہ سکول سے آکر اپنا سکول کا کام کرتا پھر ابو جان کے آنے کا انتظار جونہی وہ آتے بھاگ کر ان سے لپٹ جاتا۔

اب عرفان کے لئے صبح سے شام کرنا جوئے شیر لانے سے کم نہ تھا۔ اس ماحول سے وہ اس قدر بیزار ہو گیا تھا کہ سارا دن گلی کا دروازہ کھول کر بیٹھا رہتا اور ہر آنے جانے والے راہ گیر کو گھورتا یا پھر گلی کے بچوں کے کھیل کو بڑی دلچسپی سے دیکھتا تھا یہ دلچسپی اتنی بڑھی کہ ایک دن وہ خود ان کے کھیل میں جا شریک ہوا بس پھر کیا تھا اس کا روزانہ کا یہی معمول بن گیا۔

بچوں کے ساتھ دوستی کی جڑیں مضبوط ہوتی گئیں۔ اور وہ ہر بری سے بری بات کو جلد از جلد اپناتا گیا گھر میں بہت کم رہتا۔ سارا وقت علیل تھا مے پرندوں پر نشانہ بازی کرتا یا ندی کے کنارے ریت کے گھروندے بناتا۔ زندگی اسی چکر میں رواں دواں تھی۔ ابھرتی ہوئی صلاحیتیں وہ کسی تاریک گوشے میں جا چھپی تھیں۔

وقت کے ساتھ غم بھی مدھم پڑتا گیا اس کی والدہ میں زندہ رہنے کی ہمت عود کر آئی تو اس نے گھر کا جائزہ لیا۔ اپنے لختِ جگر کو اپنے سے بہت دور محسوس کیا۔ یہ دوسرا عظیم صدمہ تھا۔ جو وہ خاموشی سے سہہ گئی مگر اب کیا ہو سکتا تھا سوائے اس کے کہ اسے پھر سے راہِ راست پر لانے کی کوشش کرتی مگر وہ تو ان حدوں کو پار کر چکا تھا جہاں سے دوبارہ واپس آنا کٹھن ہی نہیں بلکہ ناممکن تھا گھر میں آتا تو بلا وجہ ماں سے جھگڑتا کئی کئی دن سکول سے غیر حاضر رہتا۔ گھر سے تھوڑی دور ایک پگڈنڈی تھی جہاں وہ اور اس کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہمجولی غلیل تھامے مارے مارے پھرتے۔

آج بھی وہ غلیل تھامے گھر سے علی الصبح نکل آیا تھا پگڈنڈی کے قریب پہنچ کر اُس نے تاک کر نشانہ باندھا تو ایک چڑیا تڑپتی ہوئی درختوں کے جھنڈ سے پگڈنڈی کے موڑ پر جہاں دو لڑکے صاف ستھرے لباس پہنے سکول جا رہے تھے کے سامنے گر پڑی۔ دونوں چونک پڑے ایک بچہ جو کچھ بڑا تھا اُس نے چڑیا کو اٹھایا پاس والے جوہڑ سے پانی پلانے کی کوشش کی مگر وہ جانبر نہ ہو سکی۔ یہ دیکھ کر چھوٹے بچے کے منہ سے دبی دبی سسکیاں اُبھریں اور چیخوں میں تبدیل ہو گئیں۔ اس بچے کو چڑیا کے مرنے کا اتنا صدمہ تھا کہ اس کی روتے روتے ہچکیاں بندھ گئیں۔

بڑے لڑکے نے اسے دلاسا دیا وہ خود بھی رو ہانسا ہو گیا تھا۔ دونوں بے حد اداس سکول کی جانب چل پڑے۔

عرفان دور کھڑا یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا بچے کی چیخوں کی آواز اب تک اس کے کانوں میں گونج رہی تھی اس کے دماغ میں ایک حشر برپا تھا۔ کبھی تو وہ اپنے آپکو مجرم گردانتا اور کبھی سر جھٹک کر مطمئن ہو جاتا۔ ہر روز وہ ان چھوٹی چھوٹی چڑیوں کو مارتا تھا مگر آج اِس ایک چڑیا کے مارنے سے وہ بے حد کشمکش و پنج میں تھا۔ اس کے ہمجولی اسے ندی کے کنارے لے گئے مگر وہ پھر بھی بے چین رہا۔ اسے ایسا معلوم ہوتا جیسے اس کے کہیں کانٹا چبھ گیا ہے۔ کوئی چیز اُس کے اندر کھٹک رہی تھی۔ سارا دن اداس اِدھر اُدھر گھومتا رہا۔ بالآخر تھکا ماندہ گھر لوٹ آیا۔ پریشانی بدستور تھی۔ رات کو بھی کئی بار بڑبڑا کر اُٹھ بیٹھا۔ رات کے پچھلے پہر تو وہ اس قدر گھبرا گیا کہ پھر نہ سو سکا۔ دراصل اسنے ایک خواب دیکھا تھا۔

خواب میں کیا دیکھتا ہے کہ پرندوں کی ایک بہت بڑی محفل ہے۔ ان میں قسم قسم کے پرندے ہیں۔ درمیان میں ایک بہت بڑا خوفناک سا پرندہ بیٹھا ہے۔ ایک طرف وہ خود سر جھکائے کھڑا ہے۔ ایک چڑیا جس کو اسنے صبح مارا تھا آگے بڑھ بڑھ کر اِس خوفناک پرندے سے اپنی زبان میں کچھ کہہ رہی تھی۔ شاید وہ اس ظلم پر احتجاج کر رہی تھی جو صبح اسنے کیا تھا۔

دفعتہً وہ خوفناک پرندہ انسانی آواز میں بولنے لگا کہ تم ہمارے دربار میں مجرم ہو ہم تمہیں زندہ نہیں چھوڑیں گے۔

یہ سنتے ہی وہ تھر تھر کانپنے لگا ابھی وہ اپنی موت کے متعلق سوچ ہی رہا تھا کہ وہی بچہ جس کی چیخوں نے اسے تمام دن پریشان کئے رکھا تھا لپک کر آگے بڑھا اور کہنے لگا "نہیں نہیں! ایسا نہیں ہو سکتا اِس سے غلطی ہو گئی"۔

"یہ ماں کا نافرمان لڑکا ہے"۔ پرندے نے کڑکتی ہوئی آواز میں کہا۔

بچہ پھر لپک کر آگے بڑھا نہیں نہیں! یہ بے سمجھ ہے۔ آپ اسے معاف کر دیں آئندہ یہ ایسی حرکت نہیں کرے گا۔

پرندہ کچھ دیر خاموش رہا پھر بولا اگر وہ خود

(باقی صفحہ ۲۲ پر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

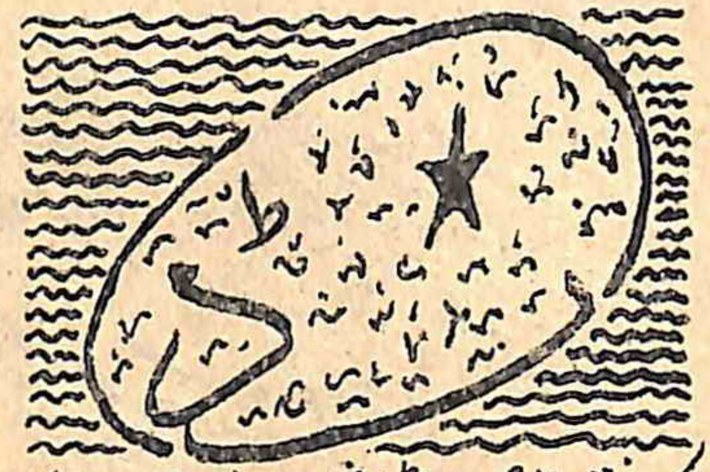

آپو ٹاپو

(گھر میں ایک فقرہ "صبح انڈا شام انڈا اتنا پیسہ کہاں سے لائیں" سے متاثر ہو کر)

صبح انڈا ہے شام انڈا ہے
زندگی کا پیام انڈا ہے
آج ککّو نے یہ کہا مجھ سے
فاسفورس کا جام انڈا ہے
لے چلو یار واپسی نگری میں
جا کے دیکھیں کہ عام انڈا ہے
ننھے چوزے کی بات بھی سن لو
"زندگی کا نظام انڈا ہے"
بچّے بوڑھے جوان کھاتے ہیں
کتنا مقبولِ عام انڈا ہے

★

سعد الدین
خالی سٹریٹ اسلامیہ پارک
لاہور

آپو ٹاپو

بچّوں نے چہکار مچائی
آپو ٹاپو کھیلیں بھائی

یہ سُن کر سب دوڑے آئے
جنگی۔ ددّو۔ بھینس اور گائے

گول مٹول اور مرغی چوزے
آلو۔ کدّو اور خربوزے

زاہد۔ طارق تو ہیں اندر
باہر آ گئے ریچھ اور بندر

گوگا۔ دودی۔ چھیرا آئیں
مل کے سارے کھیر پکائیں

مُنّو کو بھی کوئی بُلاؤ
کھاتا ہے ہر روز پلاؤ

گڈّو کرتی ہے جو بہانہ
اُس کو چھ لڈو جُرمانہ

گُل خاں صاحب ٹیم بنائیں
نانا ابّا کو بھی کھلائیں

بندر بانے تالی بجائی
خوب ہیں کھیلے لالی بھائی

رولی پولی بنٹو راجہ
ماہد۔ جس سے تنگ زجاجہ

چیخے گا چلائے گا وہ
کھیل کا لُطف گنوائے گا وہ

★

شاہد منظور طارق

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تحریری مقابلہ

میری زندگی کا ایک دلچسپ واقعہ

گزشتہ ماہ انعامی تحریری مقابلہ کے لئے زیر عنوان موضوع مقرر کیا گیا تھا ہمیں خوشی ہے کہ ایک کافی بچوں نے اس میں حصّہ لیا ہے اور اچھے اچھے دلچسپ اور مفید واقعات لکھ کر بھیجے ہیں۔ مقررہ تاریخ تک مندرجہ ذیل بچوں کی طرف سے مضامین موصول ہوئے۔

۱۔ خالدہ محمود بنگلہ ایوب شاہ۔ لاہور
۲۔ منیر احمد بنگلہ نہر کلورکوٹ تحصیل بھکر ضلع میانوالی
۳۔ جمیل احمد اکال گڑھ۔ ضلع گوجرانوالہ
۴۔ امۃ الودود چک ۳۵ جنوبی سرگودہا
۵۔ ظفر محمود خاں۔ لیاقت روڈ راولپنڈی
۶۔ سیّد ساجد احمد حافظ آباد
۷۔ حافظ عباس علی عاصم۔ ربوہ

اوّل الذکر تین مضامین علی الترتیب اوّل دوم اور سوم رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مبارک کرے۔ اس پرچہ میں ہم اس موضوع پر چار واقعات درج کر رہے ہیں بقیہ مضامین بھی دلچسپ اور مفید واقعات پر مشتمل ہیں انشاء اللہ وہ بھی آئندہ شائع کئے جائیں گے۔ ہم چاہتے ہیں کہ اسی موضوع پر اور بچے بھی مضامین لکھیں اس لئے اس ماہ کے لئے بھی مقابلہ کا موضوع یہی مقرر کیا جاتا ہے۔

جو بچے گزشتہ ماہ اس مقابلہ میں حصہ نہیں لے سکے وہ اس ماہ ضرور حصّہ لیں لیکن واقعات دلچسپ ہونے کے علاوہ مفید اور سبق آموز ضرور ہونے چاہئیں۔

---

(۱)

یہ دسمبر کی سرد رات تھی۔ باہر تیز ہواؤں کے جھکڑ چل رہے تھے ہم سب سہیلیاں ہوسٹل کے کمرے میں لحافوں میں دبکی بیٹھی تھیں۔ ہمارا دسمبر ٹیسٹ آج ہی ختم ہوا تھا اور نیند ہماری آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔ حالانکہ ہر روز رات کو پرچے کی تیاری کرتے وقت اتنی نیند آتی جس کی کوئی حد ہی نہ ہوتی۔ باتوں باتوں میں دسمبر ٹیسٹ میں اردو کے پرچے کا ذکر چل نکلا اس پرچے میں ہمیں ایک مضمون لکھنے کو دیا گیا تھا جس کا عنوان تھا "میری زندگی کا ایک دلچسپ واقعہ" سب اپنا اپنا مضمون سنانے لگیں مگر عائشہ جو کافی دیر سے خاموش بیٹھی تھی کہنے لگی میں تمہیں اپنی زندگی کا حقیقی دلچسپ واقعہ سناتی ہوں جو میں نے اس پرچہ میں بھی لکھا تھا۔

سب اس کی طرف متوجہ ہو گئیں اور اس کے بدنما

کالے کالے ہاتھوں کو گھورنے لگیں جو اس نے میز پر ٹکا رکھے تھے۔ اس نے گھبرا کر ہاتھ جلدی سے لحاف کے اندر کر لئے۔

"بھئی جلدی جلدی سناؤ ہمیں نیند آ رہی ہے۔"

سلیمہ نے تنگ کر جواب دیا۔

عائشہ نے قدرے توقف کے ساتھ کہا۔ یہ ان دنوں کی بات ہے جب میں پانچویں میں پڑھتی تھی۔ ہم خانپور سے تھوڑی دور ایک صاف ستھری بستی میں رہتے تھے۔ اس بستی کے لوگ بے حد خلیق اور ملنسار تھے۔ خانپور شہر میں بہار کے موسم میں ہر سال ایک میلہ لگا کرتا تھا جس میں گھوڑدوڑ کے مقابلے ہوتے۔ بستی کے لوگ بڑے جوش و خروش سے اس میں حصہ لیتے۔ امسال یہ میلہ بہار سے پہلے ہی شروع ہو گیا تھا۔ اس دن بڑی تیز ہوا چل رہی تھی۔ بستی کے اکثر لوگ میلہ میں شرکت کے لئے جا چکے تھے۔ عورتیں خوش گپیوں میں مصروف تھیں۔ بستی بڑی ویران ویران سی لگ رہی تھی۔ میں اپنی سہیلیوں کے ساتھ پڑھ رہی تھی۔ کیونکہ امتحان شروع ہونے میں چند دن رہ گئے تھے۔

دوپہر کے وقت بستی کے کونے سے ایک لمبی دھوئیں کی لکیر نمودار ہوئی اور تھوڑے وقفہ کے بعد ہر طرف غلیظ و کثیف دھواں پھیل گیا۔ عورتیں گھبرائیں۔ کبھی اِدھر بھاگتیں کبھی اُدھر۔ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ یہ دھواں کس طرف سے آ رہا ہے۔ آخر پتہ چلا کہ کچے مکانوں کے پیچھے جو جھونپڑیاں تھیں ان میں آگ لگ گئی ہے۔ بستی میں اُس وقت ایک مرد بھی نہ تھا۔ تمام عورتیں حیران و پریشان تھیں کہ آگ کس طرح بجھائی جائے۔ چند بستی کی عقلمند عورتوں نے مل کر کچے مکانوں کو گرانا شروع کر دیا تاکہ آگ زیادہ نہ پھیلے۔

ان جھونپڑیوں سے آگے ٹھیکیدار کا ایک سہ منزلہ پکا مکان تھا آگ نے اس کو بھی لپیٹ میں لے لیا۔ اس کی بیوی اور بچے کا کہیں نام و نشان نہ تھا۔ اس کی رشتہ دار عورتیں چیخ رہی تھیں کہ اچانک ہی ٹھیکیدار کی بیوی جسے ہم ماسی کہا کرتے تھے مکان کے اندر سے بھاگتی ہوئی آئی اور زور زور سے منّے کو آوازیں دینے لگی۔ عورتوں نے اسے پکڑا اور پوچھا کہیں وہ اندر تو نہیں رہ گیا۔ ماسی زار و قطار رو رہی تھی کہنے لگی میں تو اندر سوئی پڑی تھی میرا سانس گھٹنے لگا اور میری آنکھ کھل گئی۔ میں نے دیکھا کمرے میں ہر طرف دھواں ہی دھواں بھرا ہوا تھا۔ منّے کو بہت آوازیں دیں صحن میں بھی دیکھا۔ میں نے سوچا شاید باہر ہو اس لئے باہر بھاگ آئی ہوں مگر ادھر اُدھر منّا کہیں بھی نظر نہیں آ رہا تھا اور کسی کی ہمت نہ تھی کہ مکان میں داخل ہو۔ ماسی ماتا کے جوش میں پھر اندھا دھند دھوئیں میں گھستی چلی گئی مگر دروازے تک پہنچتے ہی بے ہوش ہو کر گر پڑی۔ سب دور کھڑی واویلا مچا رہی تھیں۔ کوئی ایک ہمت کر کے آگے بڑھتی تو شعلوں کو دیکھ کر پلٹ آتی ——— میں دور کھڑی یہ سب کچھ دیکھ رہی تھی اور سوچ رہی تھی کہ اگر کسی نے بھی جرأت سے کام نہ لیا تو دو جانیں خواہ مخواہ ضائع ہو جائیں گی۔ یہ خیال آتے ہی میں عورتوں کی بھیڑ میں سے گذرتی چلی گئی اور جلد ہی ماسی تک پہنچ گئی۔ اور ماسی کو اس کی تمیض سے گھسیٹ کر لے آئی اور اسے عورتوں کے حوالے کر کے پھر دھوئیں میں داخل ہو گئی۔ میں نے دیکھا میرے پیچھے میری امّی اور میری بہن مجھے پکڑنے کے لئے لپکی تھیں۔

میرے منہ اور ناک میں بُری طرح دھواں گھس رہا تھا۔ مَیں نے زور سے آنکھیں بند کرلیں اور دروازے کے اندر داخل ہوگئی۔ اندر بھی آگ لگ گئی تھی مگر سیڑھیوں میں ابھی آگ نہیں لگی تھی۔ جلدی جلدی سیڑھیاں چڑھتی گئی۔ آنکھیں مَیں نے بند کی ہوئی تھیں تاکہ آنکھوں میں دھواں نہ گھس جائے۔ سیڑھیاں ختم ہوگئیں آگے دیوار تھی اس سے مَیں بڑی زور سے ٹکرا کر نیچے گر گئی مگر میں نے ہمّت نہ ہاری۔ میرے دماغ میں صرف ایک خیال تھا کہ منّے کو کسی طرح زندہ بچا لاؤں پھر جلدی سے اُٹھ کر آگے بھاگی۔ کمروں سے ہوتی سیڑھیاں پھلانگتی اب مَیں اوپر کی منزل پر تھی۔ یہاں آگ کا اثر ابھی کم تھا مگر چند ہی منٹوں میں آگ اسے بھی اپنی لپیٹ میں لے لیتی۔ منّا بڑے مزے سے کھیل رہا تھا۔ نیچے تمام گھر میں آگ لگ چکی تھی۔ منّے کو نیچے کیسے لے جاسکتی تھی۔ ہوا بڑی تیز چل رہی تھی۔ رفتہ رفتہ سیڑھیوں میں بھی آگ لگ گئی اندر باہر ہر طرف آگ ہی آگ تھی۔ دروازے اور کھڑکیاں تڑاخ تڑاخ ٹوٹ کر گر رہی تھیں۔ میرے ہاتھ اور پاؤں میں بے حد جلن ہو رہی تھی۔ دل چاہتا تھا کہ اپنے آپ کو بھڑکتی ہوئی آگ میں جھونک دوں اور جلدی جلدی جل کر راکھ ہو جاؤں۔ ہمارے ارد گرد بھی دھواں تھا اب منّا بھی گھبرا گیا اور زور زور سے چیخنے لگا۔ میرا دماغ ماؤف ہونے لگا۔ میں نے جلدی سے اپنے سامنے والی کھڑکی کھولی ہوا کا تیز جھونکا اندر آیا تو آگ اور بھی تیزی سے بھڑکنے لگی۔ مَیں نے نیچے جھانکا تو تمام عورتیں سراسیمہ کھڑی اسی مکان کی طرف ٹکٹکی باندھے دیکھ رہی تھیں کھڑکی زمین سے بہت اونچی تھی۔ مَیں بہت پریشان تھی۔ اچانک مجھے ایک رسّہ نظر آیا۔ مَیں نے منّے کو زمین پر لٹا کر اسے رسّہ سے خوب اچھی طرح باندھ لیا اور پھر اسے کھڑکی سے نیچے لٹکا دیا۔ عورتوں نے اسے رسّہ سے کھول لیا۔ اور مَیں کہنے لگیں کہ تم بھی رسّہ پکڑ کر نیچے لٹک لٹک کر آجاؤ لیکن مجھ میں رسّہ پکڑنے کی بھی ہمّت نہ تھی۔ میرا سر چکرا رہا تھا۔ آنکھوں سے پانی بہہ رہا تھا۔ کئی دفعہ گرتے گرتے بچی مگر ابھی مجھ میں کچھ ہمّت باقی تھی۔ قریب ہی ایک موٹا سا کپڑا پڑا تھا اور مَیں نے اسے اچھی طرح اپنے چہرے کے گرد لپیٹ لیا یہاں تک کہ گردن بھی چھُپ گئی۔ پھر ایک دم مَیں چکرا کر گر پڑی۔ اس کے بعد مجھے بالکل ہوش نہ رہا۔

جب ہوش آیا تو مَیں ہسپتال میں تھی۔ میرے ہاتھ پاؤں بُری طرح جُھلس گئے تھے مگر خدا کا شکر ہے کہ میرا چہرا جلنے سے بچ گیا تھا۔ فائر بریگیڈ والوں کی گاڑی اس طرف سے اتفاقاً گذر رہی تھی۔ انہوں نے جو دھواں دیکھا تو سمجھ گئے کہ کہیں آگ لگی ہے۔ پس انہوں نے جلدی سے کھوج لگا کر آگ بجھا دی۔ مَیں کافی عرصہ ہسپتال میں رہی اور اس سال مَیں پانچویں کا امتحان بھی نہ دے سکی مگر مجھے خوشی ہے کہ مَیں کسی کے کام تو آئی۔ یہ ہے میری زندگی کا ایک دلچسپ واقعہ جسے میں شاید تا عمر نہ بھلا سکوں گی۔

ہم سب حیرت سے اُسے دیکھ رہی تھیں اس سے پہلے اس نے ہمیں کبھی کچھ نہ بتایا تھا کہ میرے پاؤں جلنے کی وجہ سے بدصورت ہوگئے ہیں۔

ہم ہمیشہ اس کا مذاق اڑایا کرتیں مگر وہ بڑے مزے سے مسکراتی رہتی جیسے ہم اُس کے ہاتھ پاؤں کی بدصورتی کی نہیں بلکہ خوبصورتی اور دلکشی کی باتیں کر رہے ہوں۔

ہم سب سہیلیاں اب اُس کی طرف رشک سے دیکھ رہی تھیں۔ واقعی اس عظیم لڑکی کے ہاتھوں اور پاؤں میں کس قدر دلکشی تھی۔

(خالدہ محمود۔ بنگلہ ایوب شاہ۔ لاہور)

(۲)

مَیں ۱۹۶۱ء کے جلسہ سالانہ پر بعض وجوہات کی بناء پر نہ جا سکا جس کا مجھے از حد افسوس ہے۔ جس روز جلسہ سالانہ شروع ہوا میرا سارا دن بے چینی کی حالت میں گزرا۔ مَیں تمام وقت سوچتا رہا کہ "آج ربوہ میں کتنی رونق ہوگی! وہاں اسلام کے مبلغ تقریریں کر رہے ہوں گے! اور لوگ ان سے فائدہ حاصل کر رہے ہوں گے! اور مَیں یہاں .....؟" یہ خیال کر کے مَیں گہری سوچ میں ڈوب گیا اور آخر کار ایک تدبیر سوچنے میں کامیاب ہو گیا کہ ہم بھی آج رات جلسہ کا اہتمام کریں چنانچہ اِس مقصد کے لئے دو بھائیوں کو اس کام پر آمادہ کیا اور دو ساتھی اور بھی مل گئے۔ ہم نے جلسہ کا پروگرام مرتب کر لیا۔ وقت مغرب کے بعد کا مقرر کیا۔

مغرب کی نماز کے بعد ہمارا خاص پروگرام شروع ہوا سب سے پہلے ایک افتتاحی تقریر ہوئی اس کے بعد علی الترتیب "سیرت النبیؐ"، "حضرت مسیح موعودؑ کا رسول اللہؐ سے عشق" اور "پیشگوئی مصلح موعود" پر تقاریر ہوئیں۔ اس جلسہ میں ہم نے یہ عہد بھی کیا کہ

"ہم دین کو دنیا پر مقدم رکھیں گے"

اس کے بعد ایک لمبی اجتماعی دعا مانگی گئی جس میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی صحت کے لئے، اہلِ قادیان اور اہلِ ربوہ کے لئے، مبلغینِ اسلام کے لئے اور دنیا میں اسلام کے غلبہ کے لئے دعائیں مانگی گئیں۔ اس جلسہ کے اہتمام سے مجھے بہت خوشی حاصل ہوئی اور صبح کو مَیں نے ایک روپیہ چندہ مساجد بیرون کی تعمیر کے لئے دیا۔

مَیں نے اُس رات خواب میں ایک بزرگ کو دیکھا جن کی شکل کچھ کچھ محترم چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب سے ملتی جُلتی تھی۔ انہوں نے مجھ سے فرمایا "تم نے بہت اچھا کیا ہے! خدا کو ایسے ہی بندوں کی ضرورت ہے" اتنا کہہ کر وہ بزرگ چلے گئے۔

اس واقعہ نے میری زندگی میں ایک انقلاب پیدا کر دیا۔ مجھے احمدیت سے ایک خاص محبت اور تبلیغ کا شوق پیدا ہو گیا۔ یہ ہے میری زندگی کا ایک دلچسپ واقعہ!

(جمیل احمد۔ اکال گڑھ)

(۳)

ہم لائل پور میں ستیانہ بنگلہ میں رہتے تھے ہمارے پاس ہی ایک بڑی نہر تھی جو تقریباً دس فٹ گہری تھی۔ مَیں اور میرے اکثر ساتھی اس میں نہاتے رہتے۔ ایک دن ہم پانچ دوست نہر پر نہانے کے لئے گئے۔ اُس نہر پر۔ ہمارے قریب ہی ایک بڑا پُل تھا ہم پُل پر سے چھلانگیں لگاتے اور پُل کے نیچے سے تیر کر دوسری طرف نکل آتے

اِسی طرح اُس دن بھی ہم پُل کے نیچے نہا رہے تھے کہ ہمارا ایک دوست پرویز چلایا "سانپ" "سانپ" بھاگو۔ ہم نے اِدھر اُدھر دیکھا تو ہمارے پاس ہی ایک سانپ پانی میں تیر رہا تھا کبھی سر کو اُوپر نکالتا کبھی دُم کو۔ ہمارے تو حواس باختہ ہو گئے اور کناروں کی طرف پوری قوت سے تیرنے لگے اور بھاگ کر نہر سے باہر نکل آئے اور سانپ سانپ پکارنے لگے۔ اتنے میں وہاں کچھ لوگ جمع ہو گئے اور کنارے پر سے اس سانپ کو پُل کے نیچے دیکھنے لگے پہلے تو لوگ اس سانپ کو کنکر پتھر وغیرہ اٹھا کر مارنے لگے لیکن وہ پانی میں اسی جگہ پر کبھی سر کبھی دُم باہر نکالتا رہا۔ لوگ کہنے لگے کہ یہ سانپ کسی چیز میں پھنسا ہوا ہے کیونکہ اپنی جگہ سے اِدھر اُدھر نہیں جاتا۔ سانپ پانی کے اندر تھا لیکن پانی میں سے تھوڑا تھوڑا دکھائی دے رہا تھا۔ سانپ کی لمبائی تقریباً دو گز تھی۔ لوگوں میں چہ میگوئیاں ہونے لگیں کوئی کہتا بہت زہریلا سانپ ہے کوئی کہتا تھا اتنا زہریلا معلوم نہیں ہوتا۔ بہت سے لوگ جمع ہو گئے۔ بعض لوگ ہمیں مبارکباد دینے لگے کہ سانپ کے منہ سے بچ کر باہر آ گئے ہیں۔ ہم نے بھی اپنے دل میں عہد کر لیا کہ آئندہ کبھی اس نہر میں نہیں نہائیں گے۔ اتنے میں ایک آدمی ایک لمبا بانس لایا جو کہ کافی موٹا اور تقریباً پندرہ فٹ لمبا تھا اس کے سرے پر ایک لوہے کی مڑی ہوئی کنڈی لگی ہوئی تھی اُسنے اس بانس کو پانی میں ڈال کر دیکھا سانپ کے نیچے بہت سی لکڑیاں اور گھاس پھونس وغیرہ نظر آیا جس میں وہ سانپ پھنسا ہوا تھا۔ اس آدمی نے گھاس پھونس اور لکڑیوں میں اس چھڑی کی کنڈی کو اڑا کر کھینچا تو سانپ بھی ساتھ ہی باہر آنے لگا جب گھاس پھونس کنارے کے نزدیک آئی اور لوگ بھاگ کر سانپ کو دیکھنے لگے تو ہم مارے ہنسی کے لوٹ پوٹ ہو گئے ..... کیونکہ ..... وہاں بجائے سانپ کے ..... ایک ..... کیلے کے درخت کا بڑا سا ..... چھلکا گھاس میں لٹکا ہوا تھا۔ جو پہلے پانی کی لہروں کی وجہ سے لہرا رہا تھا۔

(منیر احمد بنگلہ نہر کلورکوٹ تحصیل بھکر ضلع میانوالی)

(۴)

ہمارا آٹھویں کا امتحان ۱۸ فروری کو شروع ہونا تھا۔ ہمارے اساتذہ ہمیں اس کے لئے خوب تیاری کروا رہے تھے اور وقت بھی بہت جلد جلد گزر رہا تھا۔ آخر ۱۷ فروری کا دن آ گیا۔ ہماری کلاس ٹیچر صاحبہ نے ہمیں رولنمبر سلپس دیدیں اور کہا کہ کل ہر لڑکی اپنی رولنمبر سلپ لے کر وقت پر سکول پہنچ جائے ورنہ اسے امتحان میں شامل نہیں ہونے دیا جائے گا۔

مَیں بھی اپنی رولنمبر سلپ لے کر خوشی خوشی گھر پہنچی اور اسے سنبھال کر رکھ لیا۔ کل اردو کا پرچہ تھا۔ مَیں نے گرائمر کی کتاب پڑھنا شروع کر دی۔ اگلے دن مَیں علی الصبح بیدار ہوئی۔ نماز کے بعد تلاوتِ قرآن پاک کی اور پھر کی تیاری کے لئے اردو کی کتاب پڑھنا شروع کی۔ مَیں ابھی مطالعہ میں مصروف تھی کہ چھوٹی بہن آ کر مجھے کہنے لگی۔ باجی! مجھے بھی اپنی رولنمبر والی چٹ دکھا دیں وہ کیسی ہوتی ہے مَیں نے جلدی سے رولنمبر سلپ نکال کر اُسے دیدی اور کہا "یہ دیکھو"۔ مَیں پڑھائی میں اتنی منہمک تھی کہ مجھے یہ

بھی یاد نہ رہا کہ مَیں نے اس سے لے کر رولنمبر سلپ کہاں رکھ دی ہے۔

اچانک بھائی جان کمرے میں آئے اور کہنے لگے دودی آٹھ بج گئے ہیں جانے کی تیاری کرو۔ مَیں نے کہا "بھائی جان ابھی تو کافی وقت ہے۔ سوا آٹھ بجے تیاری کروں گی اور ساڑھے آٹھ بجے سکول چلی جاؤں گی کیونکہ نو بجے پرچہ شروع ہوگا اور سکول بھی نزدیک ہی ہے۔" انہوں نے بہت کہا مگر مَیں اپنی بات پر مصر تھی۔

آخر سوا آٹھ بج گئے۔ مَیں نے جلدی جلد تیاری شروع کر دی۔ ساڑھے آٹھ بج گئے اور مَیں سب کو سلام کر کے سکول روانہ ہو گئی۔ ابھی دروازے تک پہنچی تھی کہ پیچھے سے کسی نے آواز دی۔ "رولنمبر سلپ لے لی ہے"۔ مَیں نے گھبراہٹ میں کہا "نہیں" اور واپس اپنے کمرے میں آئی لیکن مجھے بالکل یاد نہیں تھا کہ وہ کہاں ہے۔ مَیں گھبراہٹ میں کبھی میز پر کبھی الماری میں اور کبھی بستر میں اُس کو ڈھونڈ رہی تھی مگر اُس نے نہ ملنا تھا نہ ملی۔ مَیں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ

اے میرے پیارے خدا تُو ہر چیز پر قادر ہے۔ تیرے سامنے کوئی بات مشکل نہیں۔ صرف تُو ہی میری مدد کر سکتا ہے۔ مَیں مجبور ہوں۔ مَیں نے بہت بڑی غلطی کی ہے تُو میری غلطی کو معاف فرما اور اپنا فضل و کرم فرما اور میری پریشانی کو دور فرما۔

جب گھڑی پر نظر پڑی تو نو بجنے میں دس منٹ باقی تھے۔ بھائی کہنے لگے تم سکول جاؤ۔ مَیں ڈھونڈ کر تمہیں دے آؤں گا

مَیں نے اپنا پین سنبھالا اور تیز تیز قدم اٹھاتی ہوئی سکول روانہ ہو گئی۔ میرے دل میں کئی قسم کے خیالات آ رہے تھے جی چاہتا تھا خوب رولوں مگر مَیں ضبط کئے ہوئے تھی۔ اسی طرح راستہ طے ہو گیا اور مَیں سکول پہنچ گئی۔ مَیں نے دیکھا کہ ہال کا دروازہ بند ہے اور سارا سٹاف دروازے کے سامنے کھڑا ہے۔ جب انہوں نے مجھے دیکھا تو بہت حیران ہوئیں اور آپس میں باتیں کرنے لگیں۔ جب مَیں نے یہ دیکھا تو میری ضبط کی قوت جواب دے گئی۔ مَیں نے پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع کر دیا۔ میری یہ حالت دیکھ کر استانیاں گھبرا گئیں اور مجھے تسلی دینے لگیں۔ پھر ایک استانی صاحبہ کی آواز آئی "دودو ابھی ٹائم باقی ہے"۔ نہ معلوم یہ فقرہ طنزیہ تھا یا ہمدردی کے طور پر بولا گیا تھا لیکن اُس وقت اِس کے ذریعہ میرے دل میں امید کی ایک ہلکی سی کرن روشن ہوئی۔ پھر انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ رولنمبر سلپ کہاں ہے؟ مَیں نے روتے ہوئے کہا "گم ہو گئی ہے"۔ انہوں نے سپرنٹنڈنٹ سے اجازت لے کر مجھے اندر بھیج دیا۔

مجھے کچھ معلوم نہیں تھا کہ میری جگہ کہاں ہے۔ مَیں اِدھر اُدھر دیکھ رہی تھی کہ ایک لڑکی نے اشارہ کیا کہ یہاں ہے اور مَیں اپنی جگہ پر جا کر بیٹھ گئی۔ پیپر کو پڑھا بہت آسان معلوم ہوا اور حل کرنا شروع کر دیا۔

تھوڑی دیر بعد سپرنٹنڈنٹ صاحبہ میرے پاس آئیں اور کہنے لگیں تمہاری رولنمبر سلپ مل گئی ہے۔ مَیں نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور آئندہ سے وقت کی پابندی اور دوسروں کے حکم کی تعمیل کا دل میں عہد کر لیا۔ (امۃ الودود چک ۳۵ جنوبی سرگودہا)

کیا آپ کو معلوم ہے؟

- دنیا کا ایک تہائی کچّا لوہا ریاست ہائے متحدہ امریکہ میں ملتا ہے۔
- دنیا کا آدھا ایلومینیم ریاست ہائے متحدہ امریکہ میں ملتا ہے۔
- دنیا کا تقریباً نصف، تہائی میگنانیز روس میں ملتا ہے۔
- دنیا میں سب سے زیادہ کرومائٹ ترکی میں ملتا ہے۔
- دنیا کا نصف سے زیادہ نکل سڈبری (کینیڈا) میں ملتا ہے۔
- دنیا میں سب سے زیادہ سونا جنوبی افریقہ میں ٹیوریا کمبرلے اور لڈرٹز کی کانوں سے ملتا ہے۔
- دنیا کی ۳/۴ چاندی میکسیکو ریاست ہائے متحدہ امریکہ اور کینیڈا میں ملتی ہے۔ (ظفر احمد گلچین حیدرآباد)

حسین خواب

(بقیہ صفحہ ۱۶)

معافی مانگے تو ہم معاف کر دیں گے۔ یہ سُنتے ہی عرفان جھٹ سے پرندے کے پاؤں پر گر پڑا۔

اس کی آنکھ کھلی تو وہ چارپائی کے نیچے پسینے سے شرابور پڑا تھا۔ اس کے بعد وہ تمام رات جاگتا اور سوچتا رہا کہ خواب میں تو میں نے اپنے بُرے اعمال کی معافی مانگ لی ہے۔ اب عملی زندگی میں مجھے کوئی ایسا کام نہیں کرنا چاہیئے اُسنے دل میں عزم کر لیا اور خدا سے دعا مانگی کہ اُسے اِس عزم کو پورا کرنے کی توفیق دے۔

جب صبح صادق ہوئی وہ اٹھا مُنہ ہاتھ دھویا ناشتہ کیا اور سکول کے وقت کا انتظار کرنے لگا۔ ماں حیران تھی کہ آج وہ دال روٹی پر بڑبڑایا نہیں۔ صبح صبح منہ ہاتھ بھی دھو لیا ہے۔ تھوڑی دیر بعد وہ اٹھا بستہ اُٹھا لیا اور دروازہ کھول کر سکول کی جانب چلا گیا۔ ماں نے چند پیسے ہاتھ میں تھما رکھے تھے اور متوقع تھی کہ ابھی وہ پیسوں کے لئے ضد کرے گا لیکن آج اسنے کوئی ایسی بات نہ کی جو اسے دکھ پہنچاتی۔ وہ جلدی سے اٹھی اور بارگاہِ ایزدی میں جھک گئی۔ اُس کی آنکھوں میں مسرت کے آنسو تھے کہ اس کا بیٹا جلد ہی تباہی کے گڑھوں سے نکل آیا ہے۔

خالدہ محمود احمد بنگلہ ایوب شاہ

لاہور

ذرا سنس لیجئے

ایک پیٹو مریض کسی ڈاکٹر کے پاس گیا۔ ڈاکٹر نے تشخیص کے بعد نسخہ لکھ دیا۔ مریض نے پوچھا کہ کھانے کے لئے کچھ ہدایات دیں۔

ڈاکٹر نے جواب دیا: "دودھ اور چاول"۔

مریض: دال وغیرہ کھانے کی اجازت ہے؟

ڈاکٹر: تھوڑی سی کھا سکتے ہیں۔

مریض: گوبھی، آلو، پالک ہوں تو؟

ڈاکٹر: ذائقہ بدلنے کے لئے چکھ لیں۔

مریض: اگر آلو ابال کر بینگن کے ساتھ گھی میں پکائے جائیں اور کدو گھی میں تل کر صرف منہ کا ذائقہ بدلا جائے تو کیا خیال ہے؟

ڈاکٹر: اس کی اجازت مشکل ہے۔

مریض: دلیا کیسا ہے؟

ڈاکٹر: اچھا ہے۔

مریض: مچھلی تیل میں تلی ہوئی ہو تو شاید کھانسی کرے۔ لیکن گھی میں تل کر کھائی جائے تو کوئی نقصان تو نہیں کرے گی؟

ڈاکٹر: نقصان تو ضرور کرے گی۔

مریض: نارنگی، ناشپاتی، سیب، اور انگور فائدہ مند ہیں؟

ڈاکٹر: کھانسی کا خیال رکھئے۔

مریض: بخار میں ذائقہ خراب ہو جاتا ہے۔ مجھے خیال آیا ہے کہ اُبلی اور تلی ہوئی چیزیں تو نقصان پہنچائیں گی۔ لیکن کیا کیک، انگریزی مٹھائی، پان اور بسکٹ وغیرہ کھاؤں؟

ڈاکٹر: (غصہ سے) جو پسند آئے وہ کھائیے۔ لیکن ڈاکٹر کا سر نہ کھائیے۔

(اقبال احمد۔ ڈگری، ضلع تھرپارکر)

ایک مرتبہ ایک بڑھیا نے قیصر جرمنی کو ایک لفافہ بھیجا۔ جس میں سو مارک (جرمنی کا ایک سکہ) کا نوٹ تھا۔ اور ایک چٹھی۔ چٹھی میں لکھا تھا۔ "کل آپ فوج کا معائنہ کرتے وقت سردی سے کانپ رہے تھے۔ یہ نوٹ قبول کیجئے" اور اپنے لئے ایک اچھی سی بنیان خرید لیجئے"۔ قیصر نے مسکرا کر نوٹ قبول کر لیا۔

(ایس۔ اے شاہد۔ ربوہ)

[redacted] الدین کے دروازے پر دستک
ہوئی ملا نے چھت پر سے پوچھا "کون"؟
جواب ملا "دروازہ کھولو"۔ ملا نے دروازہ کھولا
تو معلوم ہوا کہ فقیر ہے روٹی مانگتا ہے۔ ملا نے اسے
اندر بلا لیا اور ساتھ لے کر زینے پھلانگتے اوپر چھت
پر پہنچے۔ چھت پر پہنچ کر کہا۔ "بابا معاف کرو"۔
فقیر کو سخت غصہ آیا بولا بھلے آدمی! جب
تجھے کچھ نہ دینا تھا۔ تو یہی بات دروازے پر کہہ دینا۔
ملا نے اطمینان سے جواب دیا۔ او بھلے آدمی!
جب تجھے مانگنا تھا۔ تو وہیں سے مانگ لیتا۔ مجھے
نیچے کیوں بلایا؟ ملا کا یہ جواب سن کر فقیر سر جھکائے
واپس ہو گیا۔ (اشفاق ربانی گجراتی)

دو امریکی قبرستان میں اپنے ایک دوست کی
قبر پہ پھول چڑھانے گئے۔ جب واپس لوٹے تو انہوں
نے دیکھا کہ ایک چینی بھی اپنے دوست کی قبر پہ چاول
بکھیر رہا تھا۔
امریکیوں نے ازراہ مذاق اس سے پوچھا
کہ "تمہارا یہ دوست چاول کھانے کب آئیگا؟"
"جب تمہارا دوست پھول سونگھنے آئیگا"۔
چینی نے جواب دیا۔ (مرزا ظفر احمد۔ ربوہ)

مالک: (نوکر سے) جاؤ اندر سے اگالدان اٹھا لاؤ۔
نوکر: جناب! اس کو کسی کمبخت نے تھوک تھوک کر
بھر دیا ہے۔

ایک آدمی: (دوسرے آدمی سے جو گھوڑے پہ سوار تھا)
بھئی یہ سر پہ گندم کی گانٹھ کیوں رکھی ہوئی ہے
خود گھوڑے پہ اور گانٹھ سر پہ کیا مطلب؟
دوسرا آدمی: بھئی اس لئے کہ گھوڑے پہ زیادہ بوجھ نہ
پڑے گا گانٹھ سر پہ رکھ لی ہے۔
(خالدہ پروین شوکت)

مالک: (نوکر سے) مجھے پانچ بجے جگا دینا۔
نوکر: جناب پانچ تو بج چکے ہیں۔
مالک: اچھا تو مجھے جگا دو۔
(معین الدین عباسی۔ کراچی)

ملاح کشتی چلا رہا تھا۔ کشتی ڈگمگا رہی تھی۔ کشتی
میں بیٹھی ہوئی بوڑھی عورت نے ملاح سے کہا۔ پانی چڑھ
رہا ہے۔ کشتی ڈگمگا رہی ہے۔ اور میرا خون خشک ہو رہا
ہے۔ سچ سچ کہو کوئی خطرہ تو نہیں؟
ملاح نے کہا: بوڑھی اماں! خطرے کی کوئی بات
نہیں میری کشتی بیمہ شدہ ہے۔
(شفیق احمد شاہد۔ ربوہ)

ایک عورت: (دوسری سے) میرا لڑکا ایسی جگہ نوکری کرتا
ہے کہ اس کے آگے پیچھے ہر وقت کاریں رہتی ہیں
دوسری عورت: تو کوئی بہت بڑا افسر ہوگا۔
پہلی عورت: نہیں وہ ٹریفک کا سپاہی ہے۔

ایک لڑکا: (اپنے ہمسائے سے) کل رات تمہارا ریڈیو کیسی عجیب وغریب آوازیں نکال رہا تھا۔

ہمسائے کا لڑکا: ارے وہ تو بھائی جان مشاعرے میں پڑھنے کے لئے نظم کی تیاری کر رہے تھے۔

(سید شاہد سلیم ریلوہ)

امجد: (افضل سے) کیا ڈھونڈ رہے ہو؟

افضل: جو کھویا ہے۔

امجد: کیا کھویا ہے؟

افضل: جو ڈھونڈ رہا ہوں۔

اشفاق: (سلطان سے) اگر خدا تم کو کوئی چیز دینے کا وعدہ کرے تو تم کیا مانگو گے۔

سلطان: "دولت"۔ اور تم؟

اشفاق "عقل"۔

سلطان: ہاں ٹھیک ہے جس کے پاس جس چیز کی کمی ہو وہ وہی شے مانگتا ہے۔

(منیر احمد کلوڑ کوٹ ضلع میانوالی)

جج: تمہارے رومال کی نشانی کیا ہے؟

فریادی: اس کے کونے پر "ش" لکھا ہوا ہے۔

جج: "ش" تو میرے رومال پر بھی لکھا ہوا ہے۔

فریادی: تو میرے بھی دو رومال گم ہو چکے ہیں۔

(ممتاز کوثر۔ بشیر آباد سندھ)

ڈاکٹر: (مریض سے) آج تو تم نے کھانا آرام سے کھایا ہوگا؟

مریض: جی نہیں میں نے سالن کے ساتھ کھایا تھا۔

ایک آدمی بس اسٹینڈ پر کھڑا تھا۔ اس کے سامنے دوسرا آکر کھڑا ہو گیا۔

پہلے آدمی نے کہا۔ قبلہ ذرا سامنے سے ہٹ جائیے؟

دوسرے آدمی نے جواب دیا۔ اگر قبلہ ہٹ جائے گا تو آپ نماز کدھر پڑھیں گے۔

(ظفر احمد گلچین۔ حیدر آباد)

اُستاد: ارے بھئی خالد میاں یہ تم اتنی دیر سے کان کیوں کریدر ہے ہیں؟

خالد: جناب میں کوئلہ نکالنے کی کوشش کر رہا ہوں۔

استاد: تمہارے کان میں کوئلہ کس طرح آگیا؟

خالد: اجی آپ ہی نے تو فرمایا تھا۔ کہ کوئلہ کان سے نکلتا ہے

باپ: (لڑکے کے امتحان کے بعد) کہو بیٹا سوال مشکل تو نہیں تھے؟

بیٹا: ابا جان! سوال تو آسان تھے۔ مگر جواب بہت مشکل تھے۔ (امینہ خلیل۔ بشیر آباد)

ایک آدمی نے سوچا کہ خط ۱۳ پیسے کے ذریعہ کراچی چلا جاتا ہے۔ کیوں نہ میں بھی ڈاک سے فائدہ اٹھاؤں۔ اور لاہور چلا جاؤں۔ چنانچہ اس نے تیرہ پیسے کا ایک ٹکٹ لے کر ماتھے پر لگا لیا۔ اور لیٹر بکس کے اندر

سر ڈالنے کی کوشش شروع کر دی۔ اتفاقاً اُدھر سے ڈاکئے کا گذر ہوا۔ اُس نے خیال کیا کہ کوئی شخص ڈاک چوری کر رہا ہے۔ چنانچہ اس نے جوتی اُتار اسے مارنا شروع کر دیا۔ جب پانچ سات جوتیاں رگا لیں تو اس آدمی نے کہا اُرے بھئی بس کرو! میں نے ٹکٹ تو ایک لگائی ہے اور تم نے اتنی مہریں لگا دی ہیں۔۔۔۔!

ٹیڑھی کھیر

ایک شخص نے کسی اندھے سے پوچھا کہ کیا تم کھیر کھاؤ گے۔ اس نے کہا کھیر کیسی ہوتی ہے۔ اس نے کہا سفید۔ اندھے نے پوچھا۔ سفید کیسا ہوتا ہے۔ اس شخص نے کہا جیسے بگلا۔ اندھے نے پوچھا بگلا کس طرح کا ہوتا ہے۔ اس شخص نے اپنا ہاتھ ٹیڑھا کر کے کہا یوں! اندھے نے ٹٹول کر کہا کہ میں ایسی کھیر کھا کر مرنا نہیں چاہتا۔ کیونکہ یہ ٹیڑھی کھیر میرے حلق میں پھنس جائے گی۔ (حافظ عباس علی عاصمؔ ربوہ)

ایک آدمی: (پڑوسی سے) بھئی تمہارے گھر میں آگ لگ گئی ہے جلدی آؤ۔

پڑوسی: کیوں جھوٹ بولتے ہو گھر کی چابی تو میرے پاس ہے۔ (عبدالرفیق نواب شاہ)

تندرستی کے لئے خوش و خرم رہنا ضروری ہے

"پہیلیاں"

(۱)

ایک اچنبھے کی ہے کل ۔ جس میں اگنی اور نہ جل
نِسدِن رہوے سب کے ساتھ ۔ سب کے ساتھ سب کے ہاتھ

(۲)

رشتہ بھری حیات کا بالشت بھر کا ہے
اور تن پہ میرے گوشت کسی جانور کا ہے
سوزِ حیات سے ہوں سراسر بھری ہوئی
بجھتی ہے پاؤں میں سر کی لگی ہوئی

(۳)

مخمل کی ڈبیا زمرد کا ڈھکنا
ادب سے بیٹھنا بے ہودہ نہ بکنا

(۴)

مخمل کی ڈبیا میں اوئی اوئی کے بیج

(سید شاہد اسلم۔ ربوہ)

جواب: (ہاتھ) (موم بتی) (قرآن مجید) (مرچ)

(بقیہ قمر اطفال ..... یکم مئی ۳۲ء)

۱۹۔ اپنا رومال تین بار دھونا۔
۲۰۔ رسی سے مختلف قسم کی پانچ گرہیں لگانا۔
۲۱۔ کسی دو اخلاق میں عمدہ نمونہ پیش کرنا۔

امور مندرجہ نمبر ۱۱ تا ۱۲ کا ریکارڈ برائے تصدیق مجلس مقامی رکھے گی۔

(مہتمم اطفال مرکزیہ)

تشحیذ الاذہان ÷ بزرگوں کی نظر میں

محترم مولانا ابوالعطاء صاحب کا مکتوب!

محترم ایڈیٹر صاحب تشحیذ الاذہان!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کے رسالہ کی اشاعت خاص (مارچ ۶۴ء) زیر مطالعہ آئی۔ رسالہ بہت عمدگی اور خوبی سے ایڈٹ کیا گیا ہے۔ پڑھ کر بہت خوشی ہوئی۔ میں آپ کو اس کے لئے مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ اللہ کرے کہ رسالہ مزید ترقی کرے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو خدمتِ دین کی مخلصانہ کوششوں کی مزید توفیق عطا فرمائے آمین۔

(خاکسار: ابوالعطاء جالندھری ایڈیٹر الفرقان)

مکرم مولوی عزیز الرحمٰن صاحب مربی سلسلہ کا مکتوب

مکرمی ایڈیٹر صاحب رسالہ تشحیذ الاذہان ربوہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مکرمی! تشحیذ الاذہان کا خاص نمبر مارچ ۶۴ء کا پرچہ پڑھ کر بہت خوشی ہوئی۔ رسالہ کو صوری اور معنوی خوبیوں سے پُر پایا۔ اللہ تعالیٰ رسالہ سے متعلقہ امور سرانجام دینے والوں پر اپنا فضل نازل کرے اور ان کی ان دینی کوششوں میں برکت ڈالے۔ خاکسار احمدی والدین کی خدمت میں درخواست کرتا ہے کہ بجائے اس کے کہ ہمارے بچے فضول ناول پڑھیں انہیں اس رسالہ کا شوقین بنانا چاہیئے۔ اور یہ رسالہ ہر احمدی گھر لانے میں ضرور آنا چاہیئے۔ تاکہ ہماری نئی پود اس کو پڑھ کر اپنے پیارے مرکز اور پیارے امام سے اسی عمر میں ہی روحانی رشتہ قائم رکھنے کے عادی ہو جائیں یقیناً یہ رسالہ ان کے لئے بہترین مربی کا کام دے گا۔

میں نے اس خاص نمبر کے چند پرچے اپنی گرہ سے خرید کر چند ہونہار احمدی بچوں کو دیئے۔

(عزیز الرحمٰن منگلہ مربی سلسلہ)

سن عیسوی سے ہجری شمسی سال معلوم کرنیکا طریقہ

(لطیف احمد عارف۔ ربوہ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ سے مدینہ کو ۶۲۲ء میں ہجرت فرمائی تھی۔ اس لئے جس سن میں ۶۲۲ء کے بعد ہجری شمسی سال معلوم کرنا ہو۔ اس میں سے ۶۲۱ منہا کر دو۔ جو باقی بچے وہ اس سنہ کا ہجری شمسی سال ہوگا۔ مثلاً ۱۹۶۴ء میں سے ۶۲۱ منہا کرنے سے باقی ۱۳۴۳ بچتے ہیں۔ جو ۱۳۴۳ہش (۱۳۴۳ ہش ہے) ہش ہجری شمسی کا مخفف ہے۔

سیالکوٹ میں تقریبِ عَلَم النعامی

اس رپورٹ کو پڑھ کر ہر مجلس کی خواہش ہو گی کہ اگلے سال ایسی ہی تقریب ان کے شہر میں ہو۔ اس کی آسان راہ محنت اور مسلسل کوشش ہے

مہتمم اطفال

یہ خدا تعالیٰ کا محض فضل و احسان ہے کہ اس نے گذشتہ سال ہماری مجلس کے اطفال کو خدمتِ دین کی زیادہ سے زیادہ توفیق بخشی اور جملہ مجالس کے اطفال سے انہیں اپنی اعلیٰ کارگذاری کے لحاظ سے اوّل ٹھہرایا۔ جس کے نتیجہ میں ہماری مجلس عَلَم النعامی اطفال الاحمدیہ کی حقدار قرار پائی۔ اس اعزازی نشان اور خصوصی امتیاز کی اہمیت اور قدر و قیمت کو مدّ نظر رکھتے ہوئے۔ مجلس اطفال الاحمدیہ سیالکوٹ کے زیر اہتمام تقریب عَلَم النعامی ۱۵ر نومبر ۱۹۶۳ء بروز جمعہ بعد نماز جمعہ جامع مسجد میں منائی گئی۔ اس تقریب میں اطفال کے علاوہ جماعت کے جملہ احباب کو بھی مدعو کیا گیا تھا۔ ۸۰ کے قریب والدین و دیگر بزرگان سلسلہ کو بذریعہ تحریری خطوط دعوت دی گئی تھی۔ ۱۲۰ر اطفال کے علاوہ متعدد انصار۔ خدام۔ لجنہ اماء اللہ و ناصرات الاحمدیہ کے ممبران نے بھی شمولیت اختیار کی۔ اس دن مسجد کو سائبان۔ رنگارنگ جھنڈیوں اور دلآویز قطعات و چارٹوں سے مزین کیا گیا۔

اس بابرکت تقریب کا آغاز رسم علم کشائی سے ہوا جو کہ خاکسار نے سرانجام دی۔ علم کے لہرائے جانے پر حاضرینِ جلسہ اس کے احترام میں کھڑے ہو گئے۔ اور چند اطفال نے ترانہ پڑھا۔ جس کے بعد اجلاس کی باقاعدہ طور پر کارروائی تلاوتِ قرآن پاک سے شروع کی گئی جو کہ عزیز عبدالرحیم خالد نے کی۔ بعد ازاں جملہ اطفال و خدام نے خاکسار کے ساتھ عہد دہرایا۔ جس کے بعد عزیز فلاح الدین تبسم خاں نے درثمین کی ایک نظم خوش الحانی سے پڑھی۔ خاکسار نے احباب جماعت کے سامنے مجلس کی سالانہ رپورٹ پیش کی اور علم النعامی کی اہمیت کو واضح کرتے ہوئے والدین سے پُرزور اپیل کی کہ اس علم دین کی قدر و قیمت کو پہچانتے ہوئے مجلس ہذا کی ہر رنگ میں حوصلہ افزائی فرماویں اور اپنے اپنے بچوں کو اطفال الاحمدیہ کی تنظیم کے ساتھ منسلک کریں۔ رپورٹ کے بعد چند اطفال نے احبابِ جماعت کے سامنے ایک مکالمہ پیش کیا۔ جس میں مجلس اطفال الاحمدیہ کی اہمیت کو واضح کیا گیا تھا۔ جسے احبابِ جماعت نے از حد پسند فرمایا۔ اس کے بعد مکرم شیخ ارشد علی صاحب نے اطفال میں مرکزی اجتماع کے موقع پر جیتے ہوئے انعامات تقسیم کئے۔ بعد ازاں چند ایک بزرگانِ جماعت کی تقاریر رکھی گئی تھیں۔

ان بزرگان میں سے سب سے پہلے سید امجد علی شاہ صاحب نے خطاب فرمایا۔ انہوں نے اپنے خطاب میں اطفال کو علم النعامی جتنے پر مبارکباد پیش کی۔ اور نہایت مسرت کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ ان بچوں نے خدام و انصار کے سامنے ایک قابل قدر مثال پیش کی ہے۔ جس کی تقلید خدام و انصار کو بھی کرنی چاہیئے۔ آپ نے والدین سے پُرزور اپیل کی کہ وہ اطفال الاحمدیہ کی ہر رنگ میں حوصلہ افزائی کرتے ہوئے اپنے بچوں کو اس تنظیم کے ساتھ منسلک کریں۔ عہدیدارانِ مجلس گھر گھر جائیں اور والدین خصوصاً ماؤں سے اپیل کریں۔ اور ان کے بچوں کو گھروں سے نکالیں اور اپنے ساتھ ملائیں

بعد ازاں مکرم شیخ ارشد علی صاحب ایڈووکیٹ سیکرٹری اصلاح و ارشاد جماعت احمدیہ سیالکوٹ نے اپنے خطاب میں اطفال الاحمدیہ سیالکوٹ کی نمایاں کامیابی کو سراہتے ہوئے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی قائم کردہ تنظیموں یعنی انصار اللہ خدام الاحمد۔ اطفال الاحمدیہ کی اہمیت کو واضح کیا۔

ان کے بعد مکرم بابو قاسم الدین صاحب امیر جماعت احمدیہ ضلع سیالکوٹ نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ اطفال الاحمدیہ نے میری ایک پرانی آرزو یعنی لوائے احمدیت کے حصول کو آج پورا کر دکھلایا۔ کیونکہ میری خواہش تھی کہ یہ علم خدام، انصار حاصل کریں۔ لیکن اطفال نے ان سب پر سبقت لے جاتے ہوئے ایک قابلِ قدر مثال قائم کر دی ہے۔ جس کی ہم سب کو قدر کرنی چاہیئے۔ میں ناظم صاحب اطفال کو یقین دلاتا ہوں کہ جس قدر وہ تعاون اور مدد جماعت سے چاہیں گے ان کو دی جائے گی۔ لیکن وہ اپنے کام کو اسی طرح جاری رکھیں۔

بعد ازاں مکرم حمید اسلم صاحب ایڈووکیٹ قائد خدام الاحمدیہ نے احباب جماعت کا اس تقریب میں شمولیت اختیار کرنے پر شکریہ ادا کرتے ہوئے اس بات کا اظہار فرمایا کہ اطفال کا ہم پر یہ حق ہے۔ کہ وہ ہم سے وقت کا تقاضہ کریں۔ کیونکہ اطفال نے وہ کام جو خدام و انصار ایک طویل مدت میں نہ کر سکے بہت تھوڑے وقت میں کر دکھلایا اور ناممکن کو ممکن میں بدل ڈالا۔ یہ بات ہمارے لئے باعثِ رشک بھی ہے اور باعثِ عبرت بھی۔ ہمیں اطفال سے سبق حاصل کرتے ہوئے اپنی غفلتوں کو ترک کرنا چاہیئے۔ اور خدمتِ دین کیلئے کمربستہ ہو جانا چاہیئے۔ اطفال الاحمدیہ کی تنظیم اور تربیت کا انحصار خدام و انصار پر بھی ہے۔ بلکہ زیادہ تر ذمہ واری انصار پر عائد ہوتی ہے۔ ہمارے بزرگ آئیں اور ان بچوں کی رہنمائی فرماویں۔ اللہ تعالیٰ اطفال کو اور ان کے عہدیداران کو اور زیادہ خدمتِ دین کی توفیق دے۔ آمین۔

ان کے بعد مکرم امیر صاحب جماعت احمدیہ نے اجتماعی دعا کرائی اور اس طرح یہ بابرکت تقریب دو گھنٹے جاری رہنے کے بعد اختتام پذیر ہوئی۔ بعدہٗ اس مبارک تقریب کی خوشی میں جملہ حاضرین جلسہ میں مٹھائی تقسیم کی گئی۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اس خصوصی امتیاز کی اہمیت اور قدر و قیمت کو پہچاننے اور زیادہ سے زیادہ دین کی خدمت کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین۔

(مبشر احمد پال ناظم اطفال الاحمدیہ سیالکوٹ)

قمر اطفال ..... یکم مئی

یہ خوشی کی بات ہے کہ شعبہ اطفال الاحمدیہ مرکزیہ کے زیر انتظام ہونے والے امتحانات میں نہ صرف احمدی بچے۔ بلکہ احمدی بچیاں بھی بڑی دلچسپی سے حصہ لے رہی ہیں۔

ان امتحانات کو پاس کرنے والوں کے علم میں بھی اضافہ ہوگا۔ اور عملی رنگ میں بھی وہ اپنے آپ کو بہتر پائیں گے۔ بہت سی کہانیاں اور واقعات بھی انہیں یاد ہوں گے۔ جو ان کی آئندہ زندگی میں ان کے کام آئیں گے۔ اور وہ اسلام اور احمدیت کے بہترین خادم بن سکیں گے۔

اگلا امتحان یکم مئی بروز جمعۃ المبارک کو ہوگا ہے۔ اس دن قمر اطفال کے علاوہ ستارہ اطفال اور ہلال اطفال کے امتحانات کا بھی انتظام ہوگا۔ تاجن بچوں نے ابھی تک پہلے امتحانات پاس نہیں کئے۔ وہ بھی ان میں شامل ہو سکیں۔

ہر احمدی بچے کا یکم مئی کو کسی نہ کسی امتحان میں شامل ہونا ضروری ہے۔ ستارہ اطفال اور ہلال اطفال کے کورس مع جوابات۔ تشحیذ الاذہان میں شائع ہو چکے ہیں۔ قمر اطفال کا کورس مندرجہ ذیل ہے۔ جس کے جوابات بھی شائع ہو رہے ہیں۔

۱۔ نماز باترجمہ مکمل۔ ۲۔ طریق اقامت و مسائل نماز باجماعت

۳۔ دعائے جنازہ اور نماز جنازہ کا طریق۔

۴۔ چہل حدیث کی پہلی بیس حدیثیں۔

۵۔ پانچ ادعیہ ماثورہ از قرآن مجید۔ پانچ ادعیہ حدیث شریف

پانچ ادعیہ حضرت مسیح موعودؑ۔

۶۔ خلفائے راشدین کے مختصر حالات مع واقعات ــ

اطاعت۔ عشق رسولؐ اور جہاد

۷۔ جنگ بدر۔ جنگ اُحد اور فتح مکہ کے حالات۔

۸۔ خلفاء حضرت مسیح موعودؑ کے حالات مع واقعات۔

اطاعت۔ عشق رسولؐ۔ محنت اور تبلیغ۔

۹۔ پنڈت لیکھرام۔ ڈوئی۔ آتھم۔ محمد حسین بٹالوی اور مولوی ثناء اللہ کے متعلق معلومات۔

۱۰۔ جماعت احمدیہ کے بیرونی مشنوں کے متعلق عام معلومات (مساجد۔ سکول۔ عمارت اور مبلغین)

۱۱۔ خدمت خلق کے بیس کارنامے سرانجام دینا۔

۱۲۔ کسی دو نمازوں کو متواتر پندرہ دن تک باجماعت ادا کرنا۔

۱۳۔ چندہ مجلس و چندہ اجتماع کی باقاعدہ ادائیگی۔

۱۴۔ مجلس مقامی کے جلسوں میں ۶۰ فی صدی حاضری۔

۱۵۔ تشحیذ کا باقاعدہ مطالعہ اور دو خریدار مہیا کرنا۔

۱۶۔ قومی ترانہ زبانی یاد کرنا۔ ۱۷۔ ایک پھلدار درخت لگانا

۱۸۔ نشانہ غلیل یا کسی ایک کھیل کا ماہر بننا۔

(باقی صفحہ ۲۸ پر)

آپ کے خطوط

"بہت پسند آیا"

محترم بھائی جان! السلام علیکم!

تشحیذ ہر دفعہ ایک نئی ہی شان سے ملتا ہے۔ بہت پسند آیا۔ بہت ہی دلچسپ ہے۔ صفحات بھی زیادہ ہیں اور مضامین بھی۔ حضرت میاں صاحبؓ کے مفید اور پُر از معلومات مضامین پیش کرنے کا بہت بہت شکریہ! نظمیں سبھی بہت اعلیٰ پایہ کی ہیں۔ کل سولہ ۱۶ تاریخ کو بہت انتظار کیا۔ رات اسی کے خوابوں میں گزاری، اور کل ۱۷ تاریخ کو آخر اس نے منہ دکھایا۔ تب کہیں جاکر دل کو قرار آیا۔

"میری زندگی کا دلچسپ واقعہ" شروع جون ۶۳ء میں میں نے لکھا تھا۔ کاپی کا اصل ورق ہی ارسال کر رہا ہوں۔ استاد صاحب نے تصحیح کی ہوئی ہے۔

سالانہ امتحانات ہو رہے ہیں اعلیٰ کامیابی کے لئے دعا فرمائیں۔

سید ساجد احمد حافظ آباد

"تشحیذ ــــ ایک استاد"

مکرم بھائی جان! السلام علیکم!

میں "تشحیذ" کا باقاعدگی سے مطالعہ کرتا ہوں اور اسے اپنے لئے مفید ترین رسالہ سمجھتا ہوں۔ اور میں نے اس سے بہت کچھ سیکھا ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس رسالے کو بہت زیادہ ترقی دے۔ اور احمدی بچے اس سے صحیح معنوں میں فائدہ اٹھائیں۔

جمیل احمد اکال گڑھ

"درثمین"

مکرم بھائی جان! السلام علیکم!

مارچ کا تشحیذ ہر لحاظ سے اچھا پایا۔ الحمدللہ میرے نزدیک ہر احمدی بچے کو یہ رسالہ لگوانا چاہیئے۔ اور ہر خریدار کو اس کی اشاعت بڑھانے کی طرف توجہ دینی چاہیئے

ایک بات عرض ہے کہ تشحیذ میں علاوہ اور چیزوں کے کلام محمود یا 'درثمین' میں سے کوئی نظم یا اس کا کچھ حصہ ہر ماہ ضرور شامل کرنا چاہیئے۔ جزاکم اللہ

(مرزا رشید احمد الور۔ لاہور)

"نقطوں کا کھیل"

مکرم بھائی جان! السلام علیکم!

میرا پیارا رسالہ مجھے ملا۔ بہت ہی پسند آیا ہے اس کا ٹائیٹل تو اس دفعہ بہت ہی دلربا تھا۔ ٹائیٹل کے دونوں طرف حضور پُر نور کے فوٹو تھے۔ جس کی وجہ سے رسالہ کے ٹائیٹل میں چار چاند لگے ہوئے تھے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے۔ آمین۔

ایک ضروری بات کی طرف آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں جو یہ ہے کہ آپ کبھی کبھی کوئی کھیل وغیرہ بھی تشحیذ

میں دیا کریں۔ مثلاً "نقطوں کا کھیل"، "جادو کا کھیل"، "راستہ ڈھونڈھنا وغیرہ" ان کی وجہ سے رسالہ زیادہ دلچسپ ہو جائے گا۔ اچھا اب اجازت!

شبیر احمد ناصر — قادیان

"رابعہ بصری"

پیارے بھائی جان! السلام علیکم!

تشحیذ کے ایک گزشتہ شمارہ میں "رابعہ بصری" کے حالات پڑھ کر یک لخت مجھ میں یہ نیک تبدیلی پیدا ہو گئی کہ میں نے اپنی نمازیں باقاعدگی سے پڑھنا شروع کر دیں۔ اب جب بھی تشحیذ ملتا ہے۔ تو میں کسی مسلمان خاتون کے حالاتِ زندگی اس میں نہ پا کر بہت افسردہ ہوتی ہوں۔ امید کرتی ہوں کہ آپ آئندہ تشحیذی بچیوں کی خاطر ضرور کسی مسلمان خاتون کے حالات درج فرمایا کریں گے۔

صبیحہ فرزانہ — ڈگری ضلع تھرپارکر

"چار چاند لگا دیئے"

بھائی جان! السلام علیکم!

آج مجھے اپنے ایک قریبی دوست سے ماہنامہ تشحیذ پڑھنے کا اتفاق ہوا۔ اس سے پہلے بھی میں نے سینکڑوں رسالے پڑھے تھے۔ مگر اس کے پڑھنے کے بعد مجھے کچھ انوکھی مسرت ہوئی۔ آپ نے اس میں اخلاقی، مذہبی تاریخی اور سبق آموز مضامین شائع کر کے اس کی افادیت کو چار چاند لگا دیئے ہیں۔ اور یہ رسالہ میرے لئے معلومات کا ذخیرہ ثابت ہوا ہے۔

حمیدہ راہی — لالہ موسیٰ

"ایک شکایت"

پیارے بھائی جان! السلام علیکم!

آج مارچ کا رسالہ ملتے ہی دل خوشی اور مسرت کے جذبات سے لبریز ہو گیا خاص طور پر نظمیں اور ٹائیٹل بہت ہی اچھا تھا۔ جس کو میرے غیر احمدی دوستوں نے بھی پسند کیا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تشحیذ کو اور ترقی عطا فرمائے آمین۔

مارچ کے شمارے میں عبدالمالک صاحب عامیؔ نے آپ سے شکایت کی ہے۔ کہ بعض لڑکے ایسے ہیں جو قلمی دوستی کے کالم میں اپنا پتہ تو شائع کرا لیتے ہیں لیکن پھر خطوں کا جواب نہیں دیتے۔ یہ بجا ہے۔ اور مجھے امید ہے کہ ہمارے بہن بھائی اب اس بات کا خیال رکھیں گے۔

آخر میں میں آپ کو اتنا اچھا تشحیذ پیش کرنے پر مبارک باد پیش کرتا ہوں۔

چوہدری طارق سلیم احمد — کراچی

"چوبیس گھنٹوں میں"

- آپ ۲۳ ہزار مرتبہ سانس لیتے ہیں۔
- آپ ۳۴۸ کیوبک فٹ ہوا کھاتے ہیں۔
- آپ ۳ ۱/۴ پونڈ غذا کھاتے ہیں۔
- آپ چار ہزار تین سو الفاظ بولتے ہیں۔
- آپ دورانِ خواب میں ۲۵ سے ۳۵ مرتبہ کروٹ بدلتے ہیں۔

(عبدالرفیق۔ نواب شاہ)

(۲)

(ڈرامے کے کرداروں کا یکے بعد دیگرے اعلان کیا جاتا ہے اور وہ باری باری سٹیج پر آتے ہیں)

میاں مچھر قتل کا ملزم سٹیج پر آتا ہے ــــ

یہ بی مکھی آ رہی ہے ــــ

مسٹر انڈا میاں مچھر کا پوتا ہے ۔

مسٹر لاوا مسٹر انڈا کا باپ ہے ۔

مس پیوپا میاں مچھر کی بیٹی ہے ۔

جناب "شمیم" بی مکھی کے وکیل صفائی ہیں ۔ انہوں نے آکسفورڈ یونیورسٹی میں تعلیم پائی اور بار ایٹ لاء کیا۔

جناب "خلیل" میاں مچھر کے وکیل صفائی ہیں انہوں نے کیمبرج یونیورسٹی میں تعلیم پائی اور بار ایٹ لاء کیا۔

ڈاکٹر "بکر" سرکاری وکیل ہیں ۔ انہوں نے ابتدائی تعلیم فضل عمر احمدیہ سکول لیگوس نائیجیریا میں حاصل کی۔ کنگ کالج سے میٹرک امتیاز کے ساتھ پاس کیا ۔ اس کے بعد ڈبلن یونیورسٹی سے ڈاکٹری کی تعلیم مکمل کی ۔ پھر انہیں قانون سے شغف پیدا ہوا ۔ چنانچہ انہوں نے میڈیکل لاء میں بار ایٹ لاء کیا ۔ آپ طب سے تعلق رکھنے والے جرائم میں خاص مہارت رکھتے ہیں ۔ اور بی ۔ اے ایم بی بی ایس ، بی ایل ، اور ایل ایل بی ہیں۔

جناب عبدالرحمن بڑے جج ہیں ۔ آپ کی عمر ستر سال ہے ۔ آپ بالکل غیر جانبدار ہیں ۔ لیکن فیصلہ کرنے میں قدرے سخت ہیں ۔ آپ کا اس بات پر کامل یقین ہے کہ "زندہ رہو اور زندہ رہنے دو" آپ کے فیصلے دوسرے ججوں کی رہنمائی کے لئے مثالی حیثیت رکھتے ہیں۔

عدالت کا اعلان

حاضرین متوجہ ہوں کارروائی شروع ہوتی ہے!

(ججوں کے آنے پہ لوگ تعظیماً کھڑے ہو جاتے ہیں ۔ جج کرسیوں پہ بیٹھ جاتے ہیں ۔)

بی مکھی کا وکیل صفائی کھڑا ہوتا ہے ۔

وکیل : کیا تم بی نرگس کو جانتی ہو ؟

بی مکھی : جی ہاں میں اسے جانتی ہوں ۔

وکیل : کیا وہ تمہاری دوست ہے یا ۔۔۔۔؟

بی مکھی : وہ میری دشمن ہے ۔

وکیل: تم اسے اپنا دشمن کیوں تصور کرتی ہو؟

بی مکھی: بات یہ ہے کہ وہ ہمیشہ میری خوراک کو ڈھانپ کر رکھتی ہے۔ یعنی ٹٹی خانہ جہاں سے میں اپنی خوراک کا بڑا حصہ حاصل کرتی ہے۔ وہ اسے پردہ میں رکھتی ہے۔ اور یہ بات میرے لئے سخت تکلیف دہ ہوتی ہے۔

وکیل: بی نرگس نے گواہی دی ہے کہ تم نے اس کے خاوند کو قتل کیا ہے۔ کیا واقعی ایسا ہی ہوا؟

بی مکھی: نہیں! یہ تو بالکل سفید جھوٹ ہے کیا میرے جیسی چھوٹی سی ہستی اس کے دیو ہیکل خاوند کو ختم کر سکتی ہے؟ ناممکن!

وکیل: اچھا یہ بتاؤ کیا تم اس کے خاوند کے کھانے پر بیٹھی تھیں؟

بی مکھی: ہاں! غالباً بیٹھی تھی۔ مگر میں نے اس میں سے بہت تھوڑا سا کھایا تھا۔

وکیل: کیا تم نے اس میں کچھ زہر چھوڑا تھا؟

بی مکھی: میں نے؟ اللہ توبہ! میں نے تو ساری عمر زہر کو چھوا تک نہیں۔ میں کہاں سے زہر لا سکتی تھی؟ (بی مکھی اپنے بائیں ہاتھ کو اپنے سر پر پھیرنے لگتی ہے)

وکیل: کیا تمہیں مسٹر نصیر کے موت کے بارے میں کچھ کہنا ہے؟

بی مکھی۔ (غصہ سے) وکیل صاحب! برائے مہربانی جج صاحب کو بتا دیجئے کہ کھانے میں سے تو میں صرف چند ذرے ہی لیتی ہوں اور اپنی زیادہ خوراک کو ٹڑے کرکٹ سے حاصل کرتی ہوں۔ لیکن کسی کو قتل کرنا یہ تو میرے خیال اور وہم سے بھی باہر ہے۔

جج: خاموش! بی مکھی! یہ عدالتِ انصاف ہے (وکیل کو مخاطب ہوتے ہوئے) کیا آپ نے مزید کچھ کہنا ہے۔

وکیل: نہیں۔ جناب والا!

(وکیل بیٹھ جاتا ہے)

(سرکاری وکیل کھڑا ہوتا ہے)

سرکاری وکیل: بی مکھی کیا تم بہت بڑی مقدار میں لیٹرین سے گندگی استعمال کرتی ہو؟

بی مکھی: جی!

وکیل: اچھا فرض کرو تم اپنا پیٹ تو گندگی سے بھر لیتی ہو۔ تو پھر تم ڈائننگ روم سے کھانے کے ذرات کیونکر کھا سکتی ہو؟

بی مکھی: دراصل بات یہ ہے۔ کہ پہلے کھائی ہوئی غذا (گندگی) کو میں قے کر دیتی ہوں اور نئے کھانے کو نگل لیتی ہوں۔ مگر یقین کرو کہ میں بڑا ہی تھوڑا کھاتی ہوں۔ (اس کے بعد سرکاری وکیل بیٹھ جاتا ہے جج بی مکھی کے وکیل کی طرف سوالیہ نگاہوں سے دیکھتا ہے۔ وکیل صفائی کھڑا ہوتا ہے اور عدالت سے مخاطب ہوتا ہے)

وکیل: جناب والا! معزز حاضرین! ملزمہ بی مکھی سے بہت بُرا سلوک روا رکھا گیا ہے۔ اس کے خلاف لگایا گیا الزام بے بنیاد ہے۔ ملزمہ نے صاف گوئی سے کام لیتے ہوئے اصل حقیقت

بیان کر دی ہے۔ کہ اسے کھانے میں سے
چند ذرات چرانے کی عادت ہے۔ اس صورت
میں ملزمہ کے خلاف کوئی اور مقدمہ چلنا چاہیئے
تھا نہ کہ قتل کا مقدمہ۔
اگر ہم اس نکتہ پر غور کریں تو مقدمہ بڑا سادہ
بن جاتا ہے۔ بی مکھی ایک کمزور اور بے حقیقت
سی جان ہے جو کسی کو آنکھیں نہیں دکھا سکتی۔ وہ
گندگی کو اپنی خوراک کے طور پر استعمال کرتی ہے۔
جس کی کسی کو بھی ضرورت نہیں ہوتی۔ اگر وہ زہر کو
چھوئے تو فوراً مر جائے۔ مقدمے میں جہاں مکھی کے
خلاف زہر لانے کا الزام لگایا گیا ہے۔ وہاں زہر کا
کوئی نام نہیں بتایا گیا آیا وہ سنکھیا ہے یا سم الفار
ہے یا نیلا تھوتھہ ہے آخر کونسا زہر وہ پھیلاتی ہے؟
بی نرگس کی گواہی ذاتی دشمنی پر مبنی تھی کیونکہ لیٹرین
کو ڈھانپ کر وہ مکھی کو بھوکا مارنا چاہتی ہے۔ جب
بی نرگس کو یہ معلوم ہے کہ مکھی کھانے کو زہریلا کر سکتی
ہے۔ تو پھر اُسے لیٹرین اور کھانے دونوں کو ڈھانپنا
چاہیئے تھا۔ حاضرین! اس مقدمے میں اگر کوئی شخص
قابل گرفت ہے تو وہ بی نرگس ہے۔ کیونکہ مکھی کسی جگہ
زہر کیونکر چھوڑ سکتی ہے۔ جبکہ اس کی اپنی زندگی زہر
چھونے سے ختم ہو جاتی ہے۔ لہٰذا مکھی کے خلاف زہر
لانے کا الزام قطعی غلط ہے۔

(بی مکھی کا وکیل بیٹھ جاتا ہے)

(سرکاری وکیل کھڑا ہوتا ہے اور عدالت کو
مخاطب کرتا ہے)

سرکاری وکیل: جیوری کے معزز ممبران! بی مکھی
نے خود ہی اپنی عادت کا اعتراف کیا ہے
اب میں صرف آپ کو یہ بتاؤں گا کہ یہ عادت
انسان کیلئے کیسے موت کا پیغام ثابت ہوتی
ہے۔ بی مکھی دراصل مائع غذا پر پرورش
پاتی ہے جو یہ مختلف چیزوں سے چوس کر حاصل
کرتی ہے۔ جب یہ لیٹرین میں جاتی ہے تو
وہاں سے بیماری کے جراثیم اپنی خوراک کے
ساتھ چوس لیتی ہے۔ پھر جب یہ کھانے پر
بیٹھتی ہے تو اس کو نرم بنانے کے لئے اپنے
منہ سے جراثیم والا لعاب نکال کر کھانے میں ملاتی
ہے اور اس طرح اس کھانے کو بیماری کے
جراثیم سے بھر دیتی ہے اور پھر جو شخص وہ
کھانا کھاتا ہے بیماری میں مبتلا ہو جاتا ہے
اور بسا اوقات وہ بیماری مہلک ثابت ہوتی
ہے۔ بی مکھی نے اپنے بیان میں خود تسلیم کیا ہے
کہ وہ قے کے ذریعے اپنا پہلا کھانا نکال دیتی ہے
جو سراسر بیماری کے جراثیم سے بھرا ہوا ہوتا ہے
اور اس کی یہی عادت انسان کے لئے سب سے
بڑی مصیبت ہے۔ مکھی کا جسم بالوں سے اٹا پڑا ہے
جس سے لاکھوں جراثیم چمٹ جاتے ہیں۔ اس کی
ٹانگیں برش کی طرح ہیں جو گندی جگہوں سے جراثیم
اکٹھے کرتی رہتی ہیں۔ اور پھر کھانے پر چلنے سے
یہ جراثیم کھانے کو زہریلا بنا دیتے ہیں۔
جو کوئی بھی ایسا کھانا کھاتا ہے وہ ہیضہ، ٹائیفائڈ

(باقی صفحہ پر)

قلمی دوستی

نام : عبدالستار
عمر : ۱۴ سال
مشغلے : مطالعہ۔ قلمی دوستی۔
پتہ : مکان نمبر B/۲۷۷ محلہ پرانگاں اندرون بھاٹی گیٹ لاہور۔

.. ..

نام : حمیدہ راہی
تعلیم : میٹرک
مشغلے : قلمی دوستی۔ مناظر قدرت کی سیر اور تشحیذ کا مطالعہ کرنا۔
پتہ : دہم۔ اسلامیہ ہائی سکول۔ لالہ موسیٰ

.. ..

نام : شکیل احمد۔
تعلیم : جماعت ششم۔
مشاغل : نماز پڑھنا۔ تشحیذ اور دوسری دلچسپ کتابوں کا مطالعہ۔ جواب جلدی دینا۔
پتہ : ششم الف ٹی آئی ہائی سکول۔ ربوہ

.. ..

نام : چودھری طارق سلیم احمد
تعلیم : چھٹی کلاس
مشغلے : قلمی دوستی۔ تشحیذ کا مطالعہ۔
پتہ : ۲/۲۴۹ فیڈرل ایریا بی کے۔ ڈی اے اسکیم نمبر ۱۶ جوہر آباد کراچی نمبر ۱۹۔

.. ..

نام : عبدالرفیق جندران
تعلیم : دہم
مشغلے : قلمی دوستی۔ نماز پڑھنا۔ تشحیذ کا مطالعہ۔ سکے جمع کرنا۔
پتہ : مکان نمبر ۱۴۷ غریب آباد۔ نواب شاہ (سندھ)

.. ..

نام : لئیق احمد۔
تعلیم : جماعت ششم
مشغلے : قلمی دوستی۔ نماز پڑھنا۔ مطالعہ۔
پتہ : مکان نمبر ۸/۱۲ دارالرحمت وسطی ربوہ

.. ..

نام : محمد شفیق۔
تعلیم : نہم
مشغلے : کرکٹ کھیلنا۔ تشحیذ کا مطالعہ۔ ٹکٹ جمع کرنا۔
پتہ : نہم اے۔ ٹی۔ آئی۔ ہائی سکول۔ ربوہ

.. ..

"بھائی جان"

نامہ و پیام

منیر احمد۔ کلورکوٹ بھکر

س : ہمارا تشحیذ بہت پیارا اور عمدہ ہوتا جا رہا ہے لیکن یہ بتائیے کہ آج کل پہیلیاں کیوں شائع نہیں ہوتیں ؟

ج : لیجئے اس شمارے میں آپ کی خواہش پوری کی جا رہی ہے۔

عبدالمالک ضرغام۔ کوئٹہ

س : کیا پالتو کبوتر منحوس ہوتے ہیں ؟

ج : کبوتروں میں تو کوئی نحوست نہیں ہوتی۔ لیکن ایسے لوگ جو کبوتر بازی کو اپنا محبوب مشغلہ بنا لیتے ہیں ان پر ضرورت نحوست طاری ہو جاتی ہے

عبدالستار۔ لاہور

س : بھائی جان! تشحیذ میں چھپوانے کیلئے مضمون وغیرہ کس تاریخ تک بھیجنے چاہئیں ؟

ج : ہر ماہ کی ۲۸ تاریخ تک

جمیل احمد۔ اکال گڑھ

س : تشحیذ کی ترقی اور توسیع اشاعت کیلئے ہمیں کیا کیا ذرائع اختیار کرنے چاہئیں ؟

ج : دوسرے بھائیوں کو تشحیذ دکھا کر اور اس کے فوائد سے آگاہ کر کے اس کا خریدار بننے کی تلقین اور تحریک کی جائے۔

س : فرصت کی گھڑیوں کا بہترین مصرف ؟

ج : مطالعہ۔ تبلیغ اسلام۔ عبادت۔ مناظر قدرت کی سیاحت۔

شکیل احمد۔ ربوہ

س : دنیا میں سب سے اونچا مینار کہاں پایا جاتا ہے ؟

ج : "ایفل ٹاور"۔ پیرس (فرانس)

س : کراچی بڑا شہر ہے یا ڈھاکہ ؟

ج : کراچی۔

طارق مسلم۔ کراچی

س : بھائی جان! آپ کا ٹیڈیوں کے بارے میں کیا خیال ہے ؟

ج : دو نالی بندوق کی نالیوں جیسے پائنچے۔ سارس کی چونچ جیسے چونچ دار جوتے۔ اور اب گریبان کہ اب گریبان پتلونیں پہننے والی مخلوق!

طارق محمود۔ ڈگری تھرپارکر

س: حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ۳۱۳ صحابہ میں سے سب سے آخری صحابی کا نام کیا ہے اور وہ کہاں کے رہنے والے تھے۔

ج: ۳۱۳ صحابہ میں سے آخری صحابی کا نام میاں عبدالکریم صاحب سارجنٹ پولیس جہلم ہے۔

شبیر احمد ناصر۔ قادیان

س: عیدالاضحیٰ کب ہے؟ تاریخ بتایئے؟

ج: ۲۳ اپریل بروز جمعرات۔

س: حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دعویٰ سے پہلے کی زندگی میں متواتر کتنا عرصہ روزے رکھے تھے؟

ج: چھ ماہ۔

(بقیہ میاں مچھر اور بی مکھی کا مقدمہ صـ۳۷)

اور اسی طرح کی موذی امراض میں مبتلا ہو جاتا ہے ——

میری فاضل دوست بی مکھی نے زہر کا نام پوچھا ہے۔ ان کی اطلاع کیلئے گذارش ہے کہ وہ زہر جو کھانے میں یہ بی صاحبہ ملاتی ہیں۔ اس کا نام ٹوکسین ہے۔ جو بیماری کے جراثیم سے پیدا ہوتا ہے۔ صاحب صدر اور معزز ممبرانِ جیوری! میں طبی لحاظ سے اس مقدمے کے تمام پہلوؤں پر روشنی ڈال چکا ہوں اور اب فیصلہ آپ کے ہاتھ ہیں۔ اگر یہ مجرم چھوڑ دیا گیا تو یہ اور اس کی نسل نبی نوع انسان کو تباہ کر دے گی۔

(عدالت برخاست ہوتی ہے) (باقی)

مَعلومَات

(سید ساجد احمد۔ حافظ آباد)

★— کچھوا اور مگرمچھ انڈے دیتے ہیں۔ مگرمچھ کا انڈا بطخ کے انڈے کے برابر ہوتا ہے۔

★— حضرت ابراہیمؑ، حضرت یعقوبؑ اور حضرت یوسفؑ کی قبریں الخلیل (اردن) میں واقع ہیں

★— ۱۴۴۵ء میں سینٹ جولین کے باشندوں نے مقامی عدالت میں بھنوروں کے خلاف مقدمہ دائر کر دیا۔ جو بیالیس ۴۲ برس جاری رہا۔

★— ۱۴۷۴ء میں بیٹل میں مرغ پر انڈا دینے کا الزام لگایا گیا۔ جس میں مرغ کو معہ اس کے انڈے کے جلا دیا گیا۔

★— ۱۹۳۸ء میں ملٹن (واشنگٹن) سے پوٹسن کرٹس نامی ایک فجر کو کمیٹی کا ممبر چنا گیا۔ جس نے مقابل کے انسان سے اکاون ۵۱ ووٹ زیادہ حاصل کئے۔

"تشحیذ الاذہان" احمدی بچوں اور بچیوں کا واحد محبوب ترجمان ہے۔ اس کی اشاعت میں حصہ لینا ایک قومی خدمت ہے۔ اور اس میں اشتہار دینا کلید کامیابی ہے۔

(مینیجر)

Monthly The Tashheez-ul-Azhan Rabwah

حضرت مولانا محمد ابراهیم صاحب بقاپوری رضی الله تعالی عنه

حضرت مولانا محمد ابراهیم صاحب بقاپوری رضی الله تعالی عنه سلسله احمدیه کے ایک ممتاز خادم اور صاحب رؤیا و کشوف بزرگ تھے - آپ کو حضرت مسیح موعود علیه السلام کے صحابی ہونے کا شرف حاصل تھا - حضور کے فیض اور صحبت کے نتیجه میں الله تعالی نے آپ کو بلند روحانی مقام عطا فرمایا آپ نہایت عبادت گزار اور دعا گو بزرگ تھے اور الله تعالی کے ہاں آپکی دعائیں قبول ہوتیں تھیں اس لئے اکثر احباب جماعت آپکی دعاؤں سے مستفیض ہونے کے لئے اور آپکی روحانی اور علمی محبت سے فائده اٹھانے کے لئے آپ کے پاس حاضر ہوتے تھے -

حضرت مولوی صاحب ۱۸۷۳ میں پیدا ہوئے - مختلف دینی مدارس سے آپ نے علم دین حاصل کیا - ۱۹۰۵ میں قادیان میں حضرت مسیح موعود علیه السلام کے هاتھ پر بیعت کر کے سلسله عالیه احمدیه میں داخل ہوئے - ۱۹۱۴ میں قادیان میں مستقل سکونت اختیار کر لی - ۱۹۱۵ سے ۱۹۳۸ تک باقاعده مبلغ سلسله کے طور پر سنده اور پنجاب میں شاندار تبلیغی خدمات سرانجام دیتے رہے - ریٹائر ہونے کے بعد بھی آپ قادیان اور ربوه میں جماعت کی خدمات بجا لاتے رہے - ۱۶ مارچ ۱۹۶۴ کو ۹۱ سال کی عمر میں آپ نے لاهور میں وفات پائی - جنازه ربوه لایا گیا اور بہشتی مقبره میں قطعه خاص میں دفن ہوئے - الله تعالی آپ کی روح پر هزاروں هزار رحمتیں نازل فرمائے اور جنت الفردوس میں جگه دے - آمین

Only Title printed at the Nusrat Art Press, Rabwah.